بسم اللہ الرحمان الرحیم ؕ

درس 51

جمعۃ المبارک 18 رمضان المبارک 1445 ھجری 29 مارچ 2024 عیسوی

الحمد للہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی نبیہ محمد و آلہ و صحبہ أجمعین۔ أما بعد:

## ارشاد الطلاب الیٰ خاصیات الابواب

خاصیات خاصیۃٌ کی جمع ہے، خاصیت کے لغوی معنی ہیں: کسی چیز کا دوسری چیز کے ساتھ خاص ہونا۔

لغوی معنی: لغت زبان کو کہتے ہے۔ اگر کہیں لکھا ہوں کہ اس لفظ کا لغوی معنیٰ یہ ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زبان میں اس لفظ کا یہ معنیٰ ہے۔ اب چونکہ یہاں عربی زبان کی بات ہو رہی ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عربی زبان میں خاصیت کا معنیٰ ہے، "کسی چیز کا دوسری چیز کے ساتھ خاص ہونا"۔

اصطلاحی معنیٰ: اصطلاحی معنیٰ وہ ہے جو کسی خاص علم والوں کی جو اصطلاح ہو۔ یعنی وہ جو کسی لفظ کو کسی چیز کے لئے مقرر کر لے۔ جیسا کہ "اِسْمٌ" عربی زبان میں نام کو کہتے ہے، لیکن نحو کے اندر اسم کا باقاعدہ ایک لمبی تعریف ہے، اور وہ یہ ہے، " اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ بتانے میں غیر کا محتاج نہ ہو، اور اُس کے ساتھ تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ ملا ہوا نہ ہو"۔ یا جیسے لفظ صلوٰۃ ہے۔ صلوٰۃ کا عربی زبان میں معنیٰ "رحمت" کے ہے، یا صلوٰۃ کا معنیٰ "دُعا" کے ہے۔ لیکن اہل شریعت کی اصطلاح میں صلوٰۃ کا لفظ بولا جائے تو اس کے معنیٰ "دعا" کے نہیں بلکہ عبادت کا وہ خاص طریقہ ہے، جس میں قیام بھی ہوتا ہے، رکوع بھی ہوتےہیں، اور سجدے بھی ہوتے ہیں۔ تو جب صلوٰۃ کا لفظ بولا جائے تو عربی زبان میں اسکا معنیٰ ہے "دعا" لیکن اصطلاح شریعت میں یہ "نَماز" کو کہتے ہے۔

علمائے صرف کی اصطلاح میں خاصیات اُن معانی کو کہتے ہیں جو کسی باب کے لغوی معنیٰ سے زائد ہوں، لیکن اُس کے ساتھ لازم ہوں۔ دیکھو یہ خاصّہ لُغوی معنیٰ سے زائد ہوتا ہے۔ جیسا کہ ضَرْبٌ کا معنیٰ ہے کسی کا پٹھائی کرنا، لیکن جب اس کو باب باب مُفاعلۃ میں لے گئے، یعنی ضَارَبَ یُضَارِبُ تو اب اس کے اندر مُشارکَتْ کا زائد معنیٰ آ گیا۔ مُشارکت یعنی دونوں جانب سے فعل کا ہونا اس میں آ گیا۔ تو اس زائد معنیٰ کو باب مُفاعلۃ کی خاصیت کہتے ہے۔

## ابواب ثلاثی مجرد

ثلاثی مجرد میں تین باب ایسے ہیں، جن کو اُمُّ الابواب یعنی تمام بابوں کی ماں یعنی تمام بابوں کی اصل کہتے ہیں۔

ثلاثی مجرد کے پہلے تین باب: یعنی نصر، ضرب، سمع، "امّ الابواب" یعنی اصلِ ابواب کہلاتے ہیں اس لیے کہ ان تین بابوں میں ماضی اور مضارع کے عین کلمہ کی حرکت حسب قاعدہ مختلف ہے۔ قاعدہ یہ ہے: "جب معنی مختلف ہوں تو حرکت بھی مختلف ہونی چاہیے" یہ تین (باب) اس قاعدے کے موافق اور کثیر الاستعمال ہیں، اس لیے امّ الابواب کہلاتے ہیں جب کہ باقی ابواب: فَتَحَ، کَرُمَ، حَسِبَ کے عین کلمہ کی حرکت ماضی اور مضارع میں ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہوتی، اور قلیل الاستعمال بھی ہیں، اس لیے "فُروعُ الابواب" کہلاتے ہیں۔ فَرعِ شاخ کو کہتے ہے۔

مصنف حفظہ سب سے پہلے امّ الابواب کی خاصیتیں ذکر کریں گے۔ اور یاد رکھنا خاصیتیں صرف یہی نہیں جو کہ یہ ذکر کر رہے ہیں۔ یہاں تو ایک آدھ بڑی خاصیت ذکر کریگا۔ خاصیتیں ان کی بہت زیادہ ہیں، لیکن چونکہ وہ ایک جیسی ہیں، اس لئے مصنف حفظہ اس کو ذکر نہیں کریں گے۔ اور جو خاصیت الگ اور نمایاں ہے اُس کو ذکر کریں گے۔

## خاصیت باب نصر

اس باب کی مشہور خاصیت مغالبہ ہے۔

مُغالِبہ: کے لغوی معنی ہیں : ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کرنا۔ عربی زبان میں مُغالبہ کے معنی "ایک دوسرے سے جیتنے کی کوشش کرنا"۔

اصطلاح علم صرف میں مُغالبہ یہ ہے کہ پہلے باب مفاعلۃ ذکر ہو جملے میں۔ چونکہ باب مفاعلہ میں جانبین سے فعل ہوتا ہے۔یعنی جانبین میں مقابلہ ہوتا ہے۔ کہ زید نے ایسے کیا اور عمرو نے ایسا کیا۔ پھر اس کے بعد باب نصر یا کسی بھی باب سے فعل لایا جاتا ہے یہ بتلانے کے لئے کہ ان میں سے جیتا کون، یعنی غالب کون آیا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں: باب مفاعلۃ کے بعد کسی فعل کو اس غرض سے ذکر کرنا تا کہ اس فعل کے ذریعہ فریقین میں سے کسی ایک کے غالب ہونے کو ظاہر کیا جائے اس غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے جو فعل لایا جاتا ہے وہ باب نصر سے ہوگا، اگر چہ وہ فعل اصلِ وضع میں کسی اور باب سے ہو۔ جیسے : يُخَاصِمُنِیْ زَيْدٌ فَأخْصُمُهُ ( میں اور زید باہم جھگرتے ہیں پس میں جھگڑے میں اس پر غالب آتا ہوں) اور يُضَارِبُنِیْ زَيْدٌ فَأضْرُبُهُ (میں اور زید ایک دوسرے کو مارتے ہیں پس میں اس پر غالب آتا ہوں)۔ پہلی مثال میں خَصَمَ يَخْصِمُ کو باب نصر میں لے گئے، اور اَخْصِمُ کی جگہ اَخْصُمُ بروزن اَفْعُلُ استعمال کیا۔ کیونکہ نصر سے اَفْعُلُ وزن واحد متکلم کے لئے آتا ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں ضَرَبَ يَضْرِبُ کو باب نصر میں لے گئے، اور اَضْرِبُ کی جگہ اَضْرُبُ استعمال کیا۔ اگر چہ یہ دونوں افعال اصل وضع میں باب ضرب سے ہیں، لیکن مُغالبہ کے لئے باب نصر میں لے گئے۔

اسی طرح باب كَرُمَ يَكْرُمُ سے: کَرُمُ معزز ہونا، کریمٌ: معزز آدمی۔ یہاں میں بتلانا چاہتا ہوں کہ میں اور زید معزز ہونے میں مقابلہ کرتا ہوں اور میں زید پر غالب آتا ہوں۔ تو میں کہوں گا، "يُكَارِمُنِی زيدٌ فَأكْرُمُهُ"۔ اس مثال میں یا کو مفعول بنایا اور زید کو فاعل۔ اگر زید کو مفعول بنایا جائے اور متکلم کو فاعل تو پھر یوں کہنا ہوگا، " أكَارِمُ زيداً وَ اَكْرُمُهُ" اور اگر یوں کہنا ہوگا کہ وہ مجھ پر غالب آتا ہے تو ، "فَيَكْرُمُنِیْ زيدٌ" اور اگر ماضی استعمال کرتے ہوں تو پھر دونوں جگہ ماضی لانا پڑے گا۔

ان مثالوں میں أخْصَمَ اور أضْرَبَ دونوں باب نصر سے استعمال ہوئے ہیں، اگر چہ یہ دونوں اصلِ وضع میں مکسور العین( باب ضرب سے) ہیں۔

فائدہ: باب مفاعلہ کے بعد اظہار غلبہ کے لیے جو فعل لایا جاتا ہے، وہ اکثر باب نصر سے ہوتا ہے، لیکن اگر یہ فعل مثال، اجوف یائی اور ناقص یائی ہو تو باب نصر سے نہیں آئے گا(بلکہ باب ضرب سے آئے گا) اس لیے کہ معتل کی یہ قسمیں کلام عرب میں باب نصر سے مُسْتَعْمَلْ نہیں۔

## خاصیت باب ضرب

مُغالبہ: اس باب کی خاصیت بھی مغالبہ ہے، بشر ط کہ وہ فعل جس کو بابِ مُفاعلہ کے بعد اظہار غلبہ کے لیے لایا جاتا ہے مثال، اجوف یائی یا ناقص یائی ہو۔

مثال واوی کی مثال: يُوَاعِدُنِیْ زَيْدٌ فَأَعِدُهُ (میں اور زید ایک دوسرے سےوعدہ کرتے ہیں، پھر میں وعدہ پورا کرنے میں اُس پر غالب آتا ہوں)۔ وَعَدَ مثال ہے۔ یہ مثال ہے اس لئے باب ضرب سے آیا، اگر مثال نہ ہوتا تو باب ضرب سے آتا۔ نیز اس کا ترجمہ یوں بھی کر سکتے ہوں۔ "میں اور زید وعدہ میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں،تو میں اُس پر غالب آ جاتا ہوں"۔

مثال یائی کی مثال: یَاسَرَهُ زَيْدٌ فَيَسَرَهُ (اس نے اور زید نے باہم جوا کھیلا، پس زید اس پر جوا کھیلنے میں غالب آیا)۔ یا یوں ترجمہ کرلیں، "وہ اور زید جوا میں مقابلہ کرتے ہیں، پس زید اُس پر غالب آ جاتا ہے"۔

اجوف یائی کی مثال: يُبَايِعُنِيْ زَيْدٌ فَأَبِيْعُهُ (زید اور میں باہم معاملہ بیع کرتے ہیں، پس میں اُس پر غالب آتا ہوں)۔بیع یعنی خرید و فروخت۔ یا "میں اور زید بیع میں مقابلہ کرتے ہیں، پس میں اُس پر غالب آ جاتا ہوں"۔

ناقص یائی کی مثال: يُرَامِيْنِيْ زَيْدٌ فَأَرْمِيْهِ۔ (زید اور میں باہم تیراندازی کرتے ہیں، پس میں غالب آتا ہوں)۔ یہاں یوں بھی ترجمہ کرسکتے ہو، " میں اور زید تیر اندازی میں مقابلہ کرتے ہیں، تو میں اُس پر غالب آ جاتا ہوں"۔

نوٹ: مُغالبہ سِماع پر موقوف ہے۔ایسا نہیں کہ جو آپ کا دل چاہے اور اُس باب کو باب نصر میں مُغالبہ کے لئے لے جائے۔اس کے لئے کلام عرب کو دیکھنا ہوگا۔ جہاں پر اُنہوں نے جس باب کو باب نصر اور باب ضرب میں مغالبہ کے لئے استعمال کیا ہے آپ بھی کرسکتے ہیں۔

## خاصیت باب سمع

یہ باب اکثر لازم استعمال ہوتا ہے، بیماری، خوشی، غم، رنگ و عیب اور جسمانی کیفیات پر دلالت کرنے والے الفاظ زیادہ تر اسی باب سے آتے ہیں، جیسے سَقِمَ (وہ بیمار ہوا)۔ فَرِحَ (وہ خوش ہوا)۔ حَزِنَ (وہ غمگین ہوا)۔ سَوِدَ (وہ کالا ہوا)۔ بَلِجَ( کشادہ اَبرو ہوا)۔ آبرو کی اَبرو ہونا چاہئے۔ کتاب کی غلطی ہے۔ ابرو: بھنویں، آنکھ کے اوپر اور ماتھے کے نیچھے ھڈی کے اوپر جو بال ہیں اُسے بھنویں کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ابرو ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اکثر لوگوں کے ابرو جدا ہوتے ہیں۔ یہاں بَلِجَ آیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ابرو ملے ہوئے نہیں۔ اور یہ ایک جسمانی کیفیت ذکر ہوئی۔

حزن اگر لازم استعمال ہو تو پھر یہ باب سمع سے آتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَO ط (البقرۃ 62) یہاں پر حَزِنَ يَحْزَنُ باب سمع سے استعمال ہوا ہے۔ يَحْزَنُوْنَ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے باب سمع سے۔ اور اگر حزن متعدی استعمال ہو تو پھر باب نصر سے آتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ لَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ۔(یونس 65)۔ یہاں پر حَزَنَ يَحْزُنُ سے لَا يَحْزُنْ واحد غائب فعل نہی استعمال ہوا ہے۔

## خاصیت باب فتح

اس باب کی خاصیّت لفظی ہے، وہ یہ کہ اس باب سے صرف وہ افعال آتے ہیں جن کے عین کلمہ، لام کلمہ یا دونوں کے مقابلے میں حرف حلقی ہو۔ حروق حلقی چھ ہیں:

حروف حلقی شش بود ای نور عین
ہمزہ ھاء وحاء وخاء وعین وغین

حروف حلقی چھ ہیں، اے میرے آنکھوں کے نور۔

جیسے ذَهَبَ يَذْهَبُ(عین کلمہ حرف حلقی ہے، اس میں عین کلمہ "ھا" ہے جو کہ حلق سے ادا کی جاتی ہے۔)، فَتَحَ يَفْتَحُ (لام کلمہ حرف حلقی ہے، اس میں لام کلمہ کی جگہ "حا" ہے، جو کہ حرف حلقی ہے۔)، بَخَعَ يَبْخَعُ(عین اور لام کلمہ دونوں حروف حلقی ہیں۔ اس کے معنیٰ ہے "فرماں بردار ہونا"۔ اسمیں عین کی جگہ خا اور لام کی جگہ عین آیا ہے۔ اور یہ دونوں حروف حلقی ہیں۔) اور أبىٰ يَأْبىٰ یا رَكَنَ يَرْكَنُ کے عین و لام کلمہ میں حرف حلقی نہ ہونے کے باوجود باب فتح سے آنا شاذ ہے۔ بعض علماء کے نزدیک رَكَنَ يَرْكَنُ تَداخُلِ ابواب سے ہے۔ تداخل ابواب یہ ہے، کہ دو بابوں کو آپس میں ایک دوسرے کے اندر داخل کردے۔ یعنی ماضی ایک کا لے لیں، اور مضارع دوسرے کا لے لیں۔ تو رَكَنَ میں ماضی نَصَرَ سے لے لی، اور مضارع يَرْكَنُ باب سمع سے لے لیا۔ يَرْكَنُ بروزن يَسْمَعُ۔

فائدہ: یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ کسی فعل کے باب فتح سے آنے کے لیے یہ شرط ہے کہ اسکا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو، یہ مطلب نہیں کہ کسی کلمہ کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو تو وہ ضرور باب فتح سے ہوگا، جیسے وَعَدَ یَعِدُ، سَمِعَ یَسْمَعُ کہ ان کے عین کلمہ اور لام کلمہ کے مقابلے میں حرف حلقی ہے مگر باب فتح سے نہیں۔ وَعَدَ یَعِدُ میں عین کلمہ حرف حلقی ہے۔ لیکن یہ باب ضرب سے ہے۔ اسی طرح سَمِعَ یَسْمَعُ میں لام کلمہ حرف حلقی ہے، لیکن یہ باب فتح سے نہیں بلکہ باب سمع سے ہے۔

## خاصیت باب کَرُمَ

یہ باب لازم استعمال ہوتا ہے متعدی نہیں،یہ مطلب نہیں کہ متعدی آتا ہی نہیں۔ ایک دو کلمات آئے ہوں گے، لیکن باقی سارے کلمات اس کے لازم ہیں۔ اور اس باب سے تین قسم کے اَفعال استعمال ہوتے ہیں:

1۔ وہ اَفعال جو صفت خلقی(پیدائشی صفت: جیسے صَغُرَ: چھوٹا ہوا، اور کَبُرَ: بڑا ہوا) پر دلالت کریں یعنی جس صفت پر موصوف کی پیدائش اور خِلقت(بناوٹ) ہوئی ہو۔ جیسے حَسُنَ (حسین ہوا)۔ قَبُحَ (بدصورت ہوا)۔ شَجُعَ(بہادر ہوا)۔ حُسَن، قُبح، بہادری، خلقی اوصاف ہیں۔ یہ سارے کے سارے پیدائشی اوصاف ہیں۔

2۔ وہ افعال جو صفت خلقی تو نہ ہوں، لیکن بار بار تَجْرِبَۃ اور مشق سے موصوف کے ساتھ صفتِ خَلقی کی طرح لازم بن گئے ہوں، جیسے: فَقُہَ(فقیہ ہوا)۔ فقاہت اگرچہ صفت خلقی نہیں، لیکن بار بار مشق کی وجہ سے موصوف کے ساتھ لازم بن جاتی ہے۔فقیہ جو علم فقہ کا ماہر ہو، اور قرآن اور حدیث سے مسائل نکالتا ہو۔ اب دیکھو یہ پیدائشی صفت تو نہیں، لیکن انسان کوشش کرتا ہے، بار بار محنت کرتا ہے اور اس کا ماہر بن جاتا ہے۔ اور جب ایک دفعہ ماہر بن جائے تو اب یہ صفت اُس سے جدا نہیں ہوگی۔ یا اس طرح بار بار محنت سے انسان ماہر صرفی بن جاتا ہے۔ اب صرفی ہونا پیدائشی صفت تو نہیں، لیکن یہ صفت انسان کے ساتھ لازم ہوتا ہے اور جدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح اَدُبَ یَأْدُبُ : ادیب ہونا یعنی علم ادب کا ماہر ہونا۔ یہ وصف بھی محنت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ صفت اُس سے پھر جدا نہیں ہوتی۔ تو یہ بھی صفت خلقی تو نہیں، لیکن اب اُس کے ساتھ لازم ہو گئی صفت خلقی کی طرح۔ تو یہ بھی باب کرُم سے آئے گی۔

3۔وہ افعال جو ایسی صفت پر دلالت کریں جو صفاتِ خلقی کے ساتھ مُشابہ ہو، جیسے جَنُبَ (جنبی ہوا)۔ طَہُرَ (پاک ہوا)۔ یہ اگر چہ صفاتِ خلقی نہیں لیکن خلقی صفات کے ساتھ مشابہ ہیں۔ یہ اگرچہ صفت خلقی نہیں لیکن انسان کے ساتھ صفت خلقی کی طرح لگ جاتا ہے۔ مثلًا ایک انسان جنبی ہوا، تو اس کے پورے جسم پر جنب کا حکم لگ گیا۔ اور اسی طرح جب وہ انسان غسل کرے تو وہ پاک ہو جائے گا اور اُس کے پورے جسم پر پاک ہونے کا حکم لگے گا۔

فائدہ: اوصاف خلقیہ کرُم کی طرح باب سمع سے بھی آتے ہیں، لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ باب کرم سے وہ اوصاف خلقیہ استعمال ہوتے ہیں جن میں دوام ہوتا ہے، جیسے : حَسُنَ،حُسن میں دوام ہے۔ مثلاً ایک شخص حسین ہے۔ تو ایسا نہیں کہ کبھی یہ حسن جدا ہو گا اور کبھی اس کے ساتھ آئے بلکہ یہ حسن مسلسل اُس کے ساتھ ہوگا۔ اور باب سمع سے آنے والے اوصاف میں دوام نہیں ہوتا، جیسے: فَرِحَ، خوشی میں دوام نہیں ہوتا۔ اس میں دوام نہیں۔ کیونکہ جب کوئی خوش ہوتا ہے تو وہ ہر وقت خوش نہیں ہوتا۔

## خاصیت باب حَسِبَ

اس باب کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے عربی زبان میں چند ہی الفاظ آتے ہیں۔

صاحب "فصول اکبری" نے اس باب سے آنے والے الفاظ اپنی کتاب میں 32 درج کیے ہیں، جن میں سے بعض کی مثالیں انھوں نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہیں جو مُندرجہ ذیل ہیں: شاید 32 سے تھوڑا زیادہ ہو۔

1۔ نَعِمَ (خوش حال ہوا) نَعِمَ یَنْعِمُ 2۔ وَمِقَ (اُس نے دوست رکھا) وَمِقَ یَمِقُ 3۔ وَبِقَ (وہ ہلاک ہوا) وَبِقَ یَبِقُ 4۔ وَثِقَ (اُس نے بھروسا کیا) وَثِقَ یَثِقُ 5۔ وَفِقَ (وہ موافق ہوا) وَفِقَ یَفِقُ 6۔ وَرِثَ(وہ وارث ہوا) 7۔ وَرِعَ (وہ پرہیزگار ہوا) 8۔ وَرِمَ (وہ سوج گیا) 9۔ (وَرِیَ (چقماق سے آگ نکلی) 10۔ وَلِیَ ( وہ قریب ہوا) 11۔ وَغِرَ (کینہ رکھا) 12۔ وَجِرَ (سخت ناراض ہوا)

13۔ وَلِهَ (وہ حیران ہوا) 14۔ وَهِلَ (وہ بزدل ہوا) 15۔ وَعِمَ (نعمت کی دعا کی) 16۔ (وَطِئَ) (اُس نے پیروں سے روندا) 17۔ یئِسَ (وہ نا امید ہوا) 18۔ وَقِهَ (اُس نے خوشی سے کام کیا)

فائدہ: باب حسب سے آنے والے الفاظ چوں کہ معدود و محصور ہیں،یعنی شمار کئے ہوئے ہیں۔ اس لیے اس باب سے آنے والے الفاظ کی تعداد ذکر کی جاتی ہے، چناں چہ متن(فصول اکبری) میں اٹھارہ الفاظ درج کیے گئے، باقی الفاظ مُندرجہ ذیل ہیں:

1۔ وَعِقَ (جلدی کی اُس نے) 2۔ وَکِمَ (غمگین ہوا) 3۔۔ وَفِیَ (سست ہوا) 4۔ وَهِیَ ( پھٹا) 5۔ وَحِمَتْ (حاملہ عورت نے کھانے کی چیز کی زیادہ خواہش کی) 6۔ وَرِهَتْ (عورت زیادہ موٹی ہو گئی۔) 7۔ وَبِطَ (کمزور ہوا) 8۔ بَئِسَ (تنگ حال ہوا) 9۔ وَجِدَ (پایا) 10۔ وَمِنَ (کمزوری کی) 11۔ وَجِعَ (دردمند ہوا) 12۔ یَبِسَ (خشک ہوا) 13۔ وَهِمَ (اُس نے وہم کیا) 14۔ وَلِغَ (کتے نے منہ ڈالا) وُلُوْغ: کتے کا کسی برتن وغیرہ میں منہ ڈالنا 15۔ حَسِبَ (گمان کیا)۔

واضح رہے کہ اس باب سے آنے والے الفاظ دوسرے ابواب سے بھی استعمال ہوتے ہیں، چنانچہ خود حَسِبَ قرآن مجید میں باب سمع سے بھی استعمال ہے۔

نوٹ: ان مثالوں میں سے صرف نَعِمَ اور حَسِبَ صحیح ہیں، باقی سارے کے سارے معتلٌّ ہیں۔

## ابواب ثلاثی مزید فیہ

## خاصیات باب افعال

اس باب کی پندرہ خاصیات ہیں:

1۔ تعدیہ، 2۔ تصییر، 3۔ الزام، 4۔ تعریض، 5۔ وِجْدان، 6۔ سلب، 7۔ اعطاء ماخذ، 8۔ بلوغ، 9۔ صیرورت، 10۔ لیاقت، 11۔ حینونت، 12۔ مبالغہ، 13۔ ابتدا، 14۔ موافقت مجرد و تفعیل و تفعل و استفعال، 15۔ مطاوعت مجرد و تفعیل یہ 15 خاصیات عام مشہور ہیں۔ بعض علماء نے ایک دو زائد بھی ذکر کئے ہیں۔

1۔ تعدیہ: کے لغوی معنی ہیں: تجاوز کرنا۔ اصطلاحی معنی ہیں: فعل لازم کو متعدی بنانا اور فعل متعدی میں ایک اور مفعول کا اضافہ کرنا یعنی اگر وہ فعل مجرد میں لازم ہے تو باب افعال میں متعدی بیک مفعول ہوگا، جیسے خَرَجَ زَیْدٌ (زید نکلا)۔ باب افعال میں أخْرَجَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو کو نکالا) کہا جائے گا۔ اسی طرح جَلَسْتُ (میں بیٹھا) اور أجْلَسْتُ زیدًا (میں نے زید کو بٹھایا)

متعدی بیک مفعول باب افعال میں متعدی بدو مفعول ہو جاتا ہے، جیسے حَفَرَ زَیْدٌ بِئْرًا (زید نے کنواں کھودا)، حَفَرَ: کھودنا اور باب افعال میں أحْفَرْتُ زیدًا بئْرًا (میں نے زید کو کنواں کھودنے میں مدد دی)۔ اور شارحین أحْفَرْتُ زیدًا بئْرًا کا ترجمہ " میں نے زید سے کنواں کُھدوایا" کا کرتے ہیں۔ یا اور مثال لے لو، فَهِمَ اور أفْهَمَ، فهم کا معنیٰ ہے

سمجھنا ایک مفعول چاہتا ہے، جیسا کہ فَہِمْتُ المَسْئَلَةَ: میں نے مسئلہ کو سمجھا۔ اور اَفْہَمَ دو مفعول چاہتا ہے، جیسا کہ اَفْهَمْتُ زَيْدًا المسئلةَ میں نے زید کو وہ مسئلہ سمجھا دیا۔ یا اور مثال لے لوں۔ اَكَلْتُ طَعَامًا میں نے کھانا کھایا۔ اسی کو باب افعال میں لینے سے آكَلْتُ زَيْدًا طَعَامًا : میں نے زید کو کھانا کھلایا۔

متعدی بدو مفعول متعدی بہ سہ مفعول ہو جاتا ہے، جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا فاضِلًا (میں نے زید کو فاضل جانا) اور باب افعال میں أعْلَمْتُ زیدا عمروا فاضلًا (میں نے زید کو بتایا کہ عمرو فاضل ہے)۔

2۔ تَصْيِيرِ کے لغوی معنی ہیں: پھیرنا یعنی ایک حالت سے دوسرے حالت کی طرف بدلنا، صَيَّرَ يُصَيِّرُ تَصْيِيْرًا: کر دینا اور اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو مَاخَذ والا بنانا۔ (ماخذ سے مراد وہ اسم ہے جو فعل کا اصل ہوتا ہے یعنی جس سے فعل بنا ہوتا ہے۔ اور یہ ماخذ مصدر بھی ہو سکتا ہے اور اسم جامد بھی۔) جیسے اَشْرَكْتُ النَّعْلَ (میں نے جوتے کو تسمہ والا بنایا۔عربی ترجمہ: جَعَلْتُ النَّعْلَ ذا شِرَاكٍ: میں نے جوتے کو تسمہ والا بنایا۔ شِرَاكٌ: تسمہ) یہاں فاعلِ متکلم نے مفعول (النَّعْل) کو ماخذ (شِرَاك) والا بنایا، ماخذ شِراک ہے۔ اس کا دوسرا مثال: جیسا کہ اَحْزَنْتُ زَيْدًا : میں نے زید کو غم والا بنا دیا۔ ای جَعَلْتُ زيدًا ذا حُزْنٍ۔ تو اس میں ماخذ حُزن ہے۔ اسی طرح وَجع درد کو کہتے ہے، اَوْجَعْتُ زَيْدًا میں نے زید کو تکلیف دی۔ تو اس کا عربی ترجمہ جَعَلْتُ زيدًا ذا وَجْعٍ۔ اس میں ماخذ وَجْعٌ ہے۔ اسی طرح جب فتنہ ماخذ ہو تو اَفْتَنْتُ زَيْدًا ای جَعَلْتُ زيدًا ذا فِتْنَةٍ : زید کو میں نے فتنہ والا بنایا۔ تو یہاں ماخذ فتنہ ہے۔

فائدہ: ماخذ کے لغوی معنی: لینے کی جگہ،یہ ظرف کا صیغہ ہے۔ اور اصطلاح میں ماخذ ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جس سے فعل کو بنایا جائے، یعنی جو فعل کے لیے اصل ہو، خواہ اسم جامد ہو یا مصدر، جیسے اَعْرَقَ (عراق میں داخل ہوا: یعنی ماخَذ میں داخل ہوا۔) فعل کا ماخذ عِرَاق جو اسم جامد ہے، اور اَقْطَعَ میں فعل کا ماخذ قَطْعٌ اسم مصدر ہے۔ ای جَعَلْتُهُ ذا قَطْع میں نے اُس کو قطع والا بنا دیا۔

درس 52۔

3۔ اِلْزام: متعدی کو لازم بنانا، یعنی فعل مجرَّد کے اندر تو متعدی تھا، لیکن جب اس کو باب افعال میں لے آئے تو لازم بن گیا۔اور اب اس کے لئے مفعول کی ضرورت نہیں۔ أحْمَدَ زَيْدٌ (زید قابل تعریف ہوا۔اس میں کسی مفعول کی ضرورت نہیں) اور أنْسَلَ الرِّيْشُ (پر نکلا یعنی پر اُکڑ گیا۔ آنْسَلَ رِيْشُ الطائر: پرندے کا پر اُکڑ گیا۔ اس میں کسی مفعول کی ضرورت نہیں۔) جب کہ مجرد میں یہ متعدی استعمال ہوتے ہیں، جیسے : حَمِدَ زَيْدٌ عَمْرًوا (زید نے عمرو کی تعریف کی)، نَسَلَ زَيْدٌ رِيْشَ الطَّائِرِ (زید نے پرندے کے پر نوچ لیے یعنی پر اُکھاڑ دئیے۔)نَسَلَ يَنْسِلُ: کسی چیز سے کوئی چیز الگ کرنا۔

مثال : قَلَعَ: اُکھاڑنا، قَلَعْتُ الشَّجَرَ: میں نے درخت اکھاڑ دیا۔ اَقْلَعَ الشَّجَرُ: درخت اکھڑ گیا۔

4۔ تعریض:کے لغوی معنی ہیں : پیش کرنا، کنایہ سے بات کرنا۔ اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ کی جگہ میں لے جانا یا ماخذ کو پیش کرنا، جیسے اَبَعْتُ الْفَرَسَ (میں گھوڑے کو بیع کی جگہ لے گیا)، اُبَعْتُ الثَّوْبَ (میں نے کپڑا بیچنے کے لیے پیش کیا)، دونوں مثالوں میں ماخذ "بیع" ہے۔

مثالیں: رَهَنْ: گروی رکھنا، اَرْهَنْتُ السَّيَّارَةَ : میں نے گاڑی کو رھن کے لئے پیش کر دی۔ یہاں یہ ترجمہ ٹھیک نہیں کہ میں گاڑی کو رھن کی جگہ پر لے گیا۔ اسی طرح اَقْتَلْتُهُ: میں اُسے قتل کی جگہ پر لے گیا یا میں نے اُسے قتل کے لئے پیش کیا۔

4۔ تعریض:کے لغوی معنی ہیں : پیش کرنا، کنایہ سے بات کرنا۔ اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ کی جگہ میں لے جانا یا ماخذ کو پیش کرنا، جیسے اُبَعْتُ الْفَرَسَ (میں گھوڑے کو بیع کی جگہ لے گیا)، اُبَعْتُ الثَّوْبَ (میں نے کپڑا بیچنے کے لیے پیش کیا)، دونوں مثالوں میں ماخذ "بیع" ہے۔

مثالیں: رَہَنْ: گروی رکھنا، اَرْہَنْتُ السَیَّارَۃ : میں نے گاڑی کو رہن کے لئے پیش کر دی۔ یہاں یہ ترجمہ ٹھیک نہیں کہ میں گاڑی کو رہن کی جگہ پر لے گیا۔ اسی طرح اَقْتَلْتُہُ: میں اُسے قتل کی جگہ پر لے گیا یا میں نے اُسے قتل کے لئے پیش کیا۔

5۔ وجدان: کے لغوی معنی ہیں: پانا۔محسوس کرنا،جاننا، وَجَدْتُ زیدًا عالمًا: میں نے زید کو عالم پایا۔ اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ (اصل فعل) کے ساتھ مُتَصِّفْ پانا، جیسے اَبْخَلْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو بخل کے ساتھ متصف پایا)۔ یہاں ماخذ بُخل ہے۔ مثال[1] : رَہْبٌ: مکان یا جگہ کا کشادہ ہونا۔ یہاں ماخذ رَہْبٌ ہے۔ اَرْہَبْتُ المکانَ: میں نے اُس مکان کو کشادہ پایا۔ یہاں پر "اُس" الف لام کا ترجمہ ہے۔ کیونکہ الف لام کے ذریعے کسی چیز کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ مثال[2]: عظمت: بڑا ہونا،عظیم ہونا، اَعْظَمْتُ زیدًا : میں نے زید کو عظیم پایا۔ مثال[3]: کِبر: بڑا ہونا، اَکْبَرْتُ زیدًا: میں نے زید کو بڑا پایا۔ مثال[4]: جُبْنٌ: بزدلی، اَجْبَنْتُ زیدًا : میں نے زید کو بزدل پایا۔ مثال[5] : کَذِبْ : جھوٹ،اَکْذَبْتُ زیدًا : میں نے زید کو جھوٹا پایا۔

6۔ سَلْب: کے لغوی معنی ہیں: دور کرنا، الگ کرنا،نفی کرنا اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول سے ماخذ کو دور کرنا،یعنی مفعول سے ماخذ کی نفی کرنا۔ جیسے فُلُوس پیسوں کو کہتے ہیں۔ اسی سے باب بنایا اَفْلَسَ یُفْلِسُ اِفْلَاسًا فھو مُفْلِسٌ : یعنی کہ جس کے پاس پیسے نہ ہو، تو یہاں پر ماخذ یعنی فلوس کی نفی ہو رہی ہے۔ یا جیسے شِکَایَۃ کو باب افعال میں لے گئے، تو اَشْکیٰ یُشْکِیْ : شکایت دور کرنا،یہاں سلب ماخذ ہوا۔ یعنی شکایت دور ہوا۔ اس میں یاد رکھنا اگر فعل لازم ہو تو پھر ماخذ کی نفی فاعل سے ہوگی۔ اور اگر فعل متعدی ہو تو پھر ماخذ کی نفی مفعول سے ہوگی۔ جیسا کہ اَفْلَسَ زیدٌ میں فاعل سے ماخذ کی نفی ہوئی۔ اور اَشْکَیْتُ زیدًا میں مفعول یعنی زید سے سلب ماخذ ہوا۔

مثال: قِسطٌ: انصاف، قَسْطٌ اور قُسُوْطٌ: ناانصافی، ظلم، قَسْط اور قُسوط سے باب افعال بنایا، اَقْسَطَ زیدٌ : زید انصاف والا ہوگیا۔ یعنی زید سے سلب ماخذ(نا انصافی دور ہوا) ہوا۔

جیسے اَشْکَیْتُ زَیْدًا، (میں نے زید کی شکایت دور کی) ماخذ "شِکَایَۃ" ہے، یہاں پر ماخذ مفعول سے دور ہوا۔ اور اَقْذَیْتُ عَیْنَ زَیْدٍ (میں نے زید کی آنکھ سے تنکا دور کیا) ماخذ "قَذیٰ" تنکا ہے۔ یہاں بھی ماخذ مفعول سے دور ہوا۔ قَذیٰ : جو تنکا یا ذرّہ آنکھ میں چلا جائے۔ اسی سے باب افعال اَقْذَیْتُ بنایا۔ یعنی سلب ماخذ کرنا۔ یعنی تنکے یا ذرّہ کو دور کرنا۔

7۔ اِعطاءِ ماخذ: کے لغوی معنی ہیں: ماخذ دینا، اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ،یعنی جس ماخذ سے باب بنایا ہے وہ مفعول کو دینا۔ یا محلِّ ماخذ، یعنی مفعول کو ماخذ نہیں دیا، بلکہ جس چیز سے وہ ماخذ بنا ہے وہ مفعول کو دینا۔ محل کا معنی ہے جگہ۔ یا حق ماخذ دینا۔

ماخذ دینے کی مثال: اَعْظَمْتُ الْکَلْبَ، (میں نے کتے کو ہڈی دی) ماخذ "عَظْمٌ" ہے۔ یہاں ماخذ یعنی ہڈی اٹھا کر کتے کو دے دی۔ دیگر مثال[1]: لَحْمٌ : گوشت، اَلْحَمْتُ زیدًا: میں نے زید کو گوشت دیا۔ یعنی ماخذ جو کہ گوشت ہے وہ زید کو دیا۔ مثال[2]: شَحْمٌ : چربی، اَشْحَمْتُ زیدًا: میں نے زید کو ماخذ یعنی چربی دیا۔

مَحَلِّ ماخذ دینے کی مثال: أَشْوَيْتُهُ (میں نے اس کو گوشت بھوننے کے لیے دیا) ، اس مثال میں فاعلِ (متکلم) نے محل ماخذ (گوشت) مفعول کو دیا۔ ماخذ "شَيٌّ" ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اس کا ماخذ شِویٰ ہے۔ شِویٰ: بُھنا ہوا گوشت۔

حق ماخذ دینے کی مثال: أَقْطَعْتُهُ قُضْبَانًا، (میں نے اس کو زائد شاخیں کاٹنے کا حق دیا، اجازت دی)، ماخذ قَطْعٌ ہے۔ فاعل نے مفعول کو ماخذ "قَطْع" کا حق دیا ہے۔ قُضبان جمع ہے قَضیب کی: شاخیں

8۔ بُلوغ:کے لغوی معنی ہیں : پہنچنا۔ اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا ماخذ میں پہنچنا یا آنا، خواہ ماخذ زمان، مکان ہو یا عدد۔

زمان کی مثال: أَصْبَحَ زَيْدٌ( زید صبح کے وقت میں داخل ہوا)،

مکان کی مثال: أَعْرَقَ زَيْدٌ(زید عراق پہنچا)،

عدد کی مثال:أَعْشَرَتِ الدَّرَاهِمُ(دراہم دس تک جا پہنچے)۔ ماخذ عَشَرَة ہے۔

9۔ صَیرورت: کے لغوی معنی ہیں: پھر جانا۔حالت کا بدل جانا۔ تصییر میں کوئی دوسرا حالت کو بدلتا ہے۔ اور صیرورت میں حالت خود بدل جاتی ہے۔

اصطلاح میں اس کے تین معنیٰ آتے ہیں: یعنی صیرورت کی تین صورتیں ہیں۔

1۔ فاعل کا ایسی چیز کا مالک ہونا جس میں ماخذ کی صفت پائی جائے، جیسے أَجْرَبَ زيدٌ (زید خارشی اونٹ کا مالک ہوا) ماخذ "جَرَبٌ" ہے، اور فاعل "زید" جس چیز (اونٹ) کا مالک ہوا ہے اس میں یہ صفت "جَرَبٌ" پائی جاتی ہے۔ یہاں زید ماخذ کا مالک نہ بنا، بلکہ ایسی چیز کا مالک بنا جس میں ماخذ کی صفت تھی۔ جَرَبٌ: خارش، یہ بیماری عموماً اونٹوں کو ہوتی ہے۔

2۔ فاعل کا صاحب ماخذ ہو جانا، جیسے: أَثْمَرَ الْبُسْتَانُ (باغ پھل والا ہو گیا) فاعل "البستان" ماخذ "ثمر" والا ہو گیا۔ اَلْبَنَتِ الْجَامُوْسُ (بھینس دودھ والی ہو گئی) فاعل "الجاموس" ماخذ "لبن" والا ہو گیا۔ مثال: طِفْلٌ: اَطْفَلَتِ الْمَرْءَةُ :وہ عورت بچے والی ہو گئی۔ مثال[2]: اَلْبَنَتِ الشاۃُ: بھیڑ بکری دودھ والی ہوگئی۔ شاۃ: یہ لفظ بکرا، بکری، بھیڑ(مذکر اور مؤنث) سب پر بولا جاتا ہے۔

3۔ فاعل کا ماخذ میں کسی چیز کا مالک ہو جانا، جیسے: اَخْرَفَتِ الشَّاۃُ (بکری موسم خزاں میں بچے والی ہو گئی) اس مثال میں فاعل (الشاۃ) ماخذ (خریف، خزاں) کے اندر کسی چیز (بچہ) والی ہو گیا۔ خریف: موسم خزاں

10۔ لیاقت:کے لغوی معنی ہیں : لائق ہونا، قابل ہونا،کسی چیز کی صلاحیت ہونا کسی میں۔ اصطلاحی معنیٰ ہیں: فاعل کا ماخذ کے لائق و مستحق ہونا، جیسے: اَلَامَ الرَّجُلُ (ایک شخص ملامت کا مستحق ہوا۔ وہ آدمی ملامت کا لائق ہو گیا۔یعنی اُس نے ایسا کام کیا کہ لوگ اُس کو ملامت کریں گے۔) اس مثال میں فاعل "الرجل" ماخذ "لوم" بمعنی ملامت کا مستحق ہوا۔ لَوْمٌ: ملامت، لامَ يَلُوْمُ لومًا: ملامت۔ لام کے مادّے سے اَفْعَلَ وزن پر اَلْاَمَ بن گیا۔ پھر اَلَامَ ہو گیا۔

11۔ حَینونت: یہ "حِین" سے مشتق ہے، بمعنی وقت، زمانہ۔ اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا ماخذ کے وقت میں پہنچنا یا قریب ہونا، جیسے اَحْصَدَ الزَّرْعُ (کھیتی کاٹنے کے وقت کو پہنچ گئی یا کھیتی تیار ہو گئی، فصل پک گئی۔) اس مثال میں فاعل "الزرعُ" ماخذ "حَصَاد" کاٹنے کے وقت میں پہنچا۔حَصَاد: کھیتی کا کٹنا۔ کھیتی کی کٹائی اسی طرح اَصْرَمَ

النَّخْلُ (کھجور توڑنے کا وقت قریب آیا)۔ صَرَام یا صِرَام : پھل کے کاٹنے کا وقت ہونا۔ اسی سے باب بنا دیا اَصْرَمَ النَّخْلُ۔

12۔ مُبالغہ: کے لغوی معنی: کثرت و زیادت کے ہیں۔مُبالغہ یہ ہے کہ ایک چیز جیسی ہے اُس سے زیادہ اُس کو بیان کرنا۔یعنی حد سے بڑھا کر اُس کو پیش کرنا، مثلاً ایک شخص تھوڑا ذہین ہے، آپ اُس کی زیادہ ذہانت بیان کرتے ہیں۔ اصطلاحی معنی ہیں: مقدار یا کیفیت میں ماخذ کی زیادتی بیان کرنا۔

مقدار میں زیادتی کی مثال: اَثْمَرَتِ النَّخْلُ اَثْمَرَ النَّخْلُ ہونا چاہیئے۔ (کھجور کا درخت بہت پھل دار ہوا) ماخذ "ثمر" کی کثرتِ مقدار کو بیان کیا ہے۔ اَثْمَرَ صیرورت میں بھی گزر گیا۔ وہاں اَثْمَرَ الشَّجَرُ آیا تھا۔ یعنی درخت پھل والا ہو گیا۔ یعنی صاحب ماخذ ہو نا۔ اور مُبالغہ کی صورت میں اَثْمَرَ الشَّجَرُ کا ترجمہ : درخت زیادہ پھل والا ہو گیا۔ اور اسی طرح تَمْرٌ: کھجور سے اَثْمَرَ النَّخْلُ: کھجور بہت زیادہ پھل والی ہو گئی۔

کیفیت میں زیادتی کی مثال: اَسْفَرَ الصُّبْحُ (صبح خوب روشن ہوئی) ماخذ "سَفَر" روشنی کی کثرت کو بیان کیا ہے۔ سَفَرٌ: روشنی

13۔ ابتدا: کے معنی ہیں: کسی فعل کا اِبتداءً اُسی باب سے آنا، یعنی یہ مادہ باب افعال میں مجرد کے معنی کی رعایت کے بغیر استعمال ہو۔ یعنی ایک مادّہ مجرد میں سرے سے استعمال ہی نہیں ہوتا، اور اُس مادّے کی ابتدا باب افعال سے ہوتا ہے۔ اور ابتدا کی دوسری صورت یہ ہے کہ ایک لفظ مجرد میں بھی استعمال ہوتا ہے اور پھر آپ اسکو باب افعال میں لے آئے۔ اب باب افعال میں آ کر اسکا نیا معنیٰ ہو گیا۔

ابتدا کی دو صورتیں ہیں۔

1۔ وہ مادہ مُجَرَّد میں سرے سے استعمال ہی نہ ہوتا ہو، جیسے اَرْقَلَ زَیْدٌ (زید نے جلدی کی) اس مادہ کا مجرد "رَقَلَ" مستعمل ہی نہیں۔

2۔ وہ مادہ مجرد میں استعمال تو ہوتا ہو، لیکن دوسرے معنی میں استعمال ہوتا ہو، جیسے: اَشْفَقَ زَیْدٌ (زید خوف زدہ ہوا) مجرد میں یہ مادّہ باب سمع سے "شفقت و مہربانی" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

مثال: قَسَمَ کا معنیٰ ہے مجرد میں تقسیم کرنا اور اَقْسَمَ کا معنیٰ ہے باب اِفعال میں قَسم اُٹھانا۔ اَقْسَمَ یُقْسِمُ اِقْسَامًا: قسم اُٹھانا

14۔ مُوَافقت مجرد، تفعیل، تفعُّل، اِستفعال:موافقت یہ ہے کہ ایک باب کا معنیٰ دوسرے باب کے معنیٰ کے موافق ہو جائے۔ یعنی بعض ایسے الفاظ کہ مجرد سے جو معنیٰ ہوتا ہے وہی باب افعال سے بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ دَجیٰ مجرد سے اور اَدْجیٰ باب افعال سے دونوں کا معنیٰ "رات کا تاریک ہونا" ہے۔ موافقت کے معنی ہیں: ایک فعل کا دوسرے فعل کے ہم معنی اور موافق ہونا، باب اِفعال کی موافقت چار ابواب سے ہے:

1۔ موافقت مجرد: اَدْجَی اللَّیْلُ، دَجَی اللَّیْلُ (رات تاریک ہو گئی) اَدْجَی باب افعال اور دَجیٰ مجرد۔ دَجیٰ یَدْجُوْ

2۔ موافقت تفعیل: اَکْفَرْتُہ، کَفَّرْتُہُ (میں نے اس کی نسبت کفر کی طرف کی۔ یعنی میں نے اُس کو کافر قرار دیا۔) اَکْفَرْتُ باب افعال اور کَفَّرْتُ باب تفعیل۔

3۔ موافقت تفعل: اَخْبَیْتُہُ، تَخَبَّیْتُہُ (میں نے اس کو خیمہ بنایا) باب افعال اور تفعل دونوں ہم معنی مستعمل ہیں۔

4۔ موافقت استفعال: اَعْظَمْتُہُ، اِسْتَعْظَمْتُہُ (میں نے اس کو بڑا خیال کیا) افعال و استفعال دونوں ہم معنی مُسْتَعْمَل ہیں۔

15۔ مطاوعتِ مجرد و تفعیل: مُطاوعت اسے کہتے ہیں کہ ایک فعل کے بعد دوسرے فعل کو لایا جائے، یہ بتلانے کے لئے کہ مفعول نے اثر کو قبول کرلیا ہے۔ مثلاً قَطَعْتُ الْعُوْدَ: میں نے لکڑی کو کاٹا۔ اب پتہ نہیں کہ وہ لکڑی کٹی یا نہیں۔ تو آگے ایک اور فعل لایا جائے گا یہ بتلانے کے لئے کہ مفعول نے اثر کو قبول کرلیا ہے۔ تو آگے "فَانْقَطَعَ" تو لکڑی کٹ گئ۔ تو دو فعل لائے جاتے ہیں۔ پہلے فعل میں ایک فاعل کا فعل ذکر کیا جاتا ہے کہ اُس نے مفعول پر یہ فعل کیا، اور اگلا فعل آ کر بتلاتا ہے کہ مفعول نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا۔ مثال[2]: فَطَّرْتُهُ میں نے اسکو افطار کروایا۔ اب پتہ نہیں اُس نے افطار کیا یا نہیں کیونکہ یہ تو نہیں ذکر۔ تو آگے "فَاَفْطَرَ" تو اس نے افطار کیا۔ فَطَّرْتُهُ باب تفعیل ہے۔ اور اس کے مطاوع باب افعال ہے۔

عنوان مطاوعت مجرد و تفعیل کی وضاحت: مطاوعت مجرد کا مطلب یہ ہے کہ پہلا فعل مجرد کا ہوگا اور دوسرا فعل باب افعال کا ہوگا۔ اور مطاوعت تفعیل کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فعل کو باب تفعیل سے ہوگا اور دوسرا فعل باب افعال سے ہوگا۔

مطاوعت کے معنی ہیں: فرماں برداری، یہاں مطاوعت سے مراد ہے باب افعال کا ثلاثی مجرد یا باب تفعیل کے بعد اس لیے آنا تا کہ معلوم ہو جائے کہ فعل اول کے فاعل کے اثر کو مفعول نے قبول کیا ہے۔

مطاوعت مجرد کی مثال: كَبَبْتُ الاِنَاءَ فَاَكَبَّ(میں نے برتن کو اوندھا کیا پس وہ اوندھا ہو گیا۔) اس مثال میں فعل اوّل (كَبَبْتُ جو مجرد ہے) کے فاعل (متکلم) کے اثر (اوندھا کرنے) کو مفعول نے قبول کیا ہے۔ كَبَّ يَكُبُّ یہ ثلاثی مجرد سے ہے۔

مطاوعت تفعیل کی مثال: بَشَّرَ زَيْدٌ عَمْرًوا فَاَبْشَرَ (زید نے عمر کو خوش خبری دی پس عمرو خوش ہو گیا) اس مثال میں فعل اول (بشَّرَ) کے فاعل (زید) کے اثر (خوشی دینا) کو مفعول نے قبول کیا ہے۔

## خاصیات باب تفعیل

اس باب کی تیرہ خاصیتیں ہیں:

1۔ تعدیه :کے معنی گذرچکے ہیں۔ مثال فَرَّحَ (اُس نے خوش کیا)۔ مجرد میں یہ مادہ باب سمع سے لازم آتا ہے، فَرِحَ (وہ خوش ہوا)۔ فَرِحَ کا معنیٰ خود خوش ہونا۔ اور باب تفعیل میں، "فَرَّحْتُ زيدًا" میں نے زید کو خوش کیا۔

مثال[1]: نَزَلَ: اُترْنا، باب تفعیل میں نَزَّلَ: اُتارنا۔ مثال[2]: بَانَ يَبِيْنُ: واضح ہونا، بَيَّنَ : واضح کرنا، بَانَ الشَّيئُ : چیز واضح ہو گئی۔ بَيَّنْتُ الشَّيئَ: میں نے چیز کو واضح کر دی۔ مثال[3]: قَدَمَ : خود آگے ہونا، قَدَّمَ: دوسرے کو آگے کرنا

متعدی بدو مفعول کی مثال: عَلَّمْتُ الرَّجُلَ الْحَقَّ، (میں نے اُس شخص کو حق سکھایا) مجرد میں عَلِمْتُ الحَقَّ (میں نے حق جانا ) متعدی بیک مفعول ہے۔

فائدہ: باب تفعیل متعدی بسه مفعول استعمال نہیں ہوتا، متعدی بسه مفعول ہونا باب افعال کی خصوصیت ہے۔

2۔ تصيير:کے معنیٰ گزر چکے ہیں۔مفعول کو ماخذ والا بنانا۔ مثال: فَرَّحْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو خوش کیا) یہاں فاعل نے مفعول کو ماخذ فرح، خوشی والا بنایا ہے۔فَرْحٌ: خوشی

3۔ سلب ماخذ: اس کے معنی گذرچکے ہیں۔ یعنی ماخذ کی نفی کرنا۔ مثال: قَذَّيْتُ عَيْنَهُ (میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کیا) قَذًى تنکا، فعل کا ماخذ ہے، جب کہ مجرد میں یہ قَذِيَتْ عَيْنُهُ (اس کی آنکھ میں تنکا پڑ گیا)، اسی

طرح قَرَّدْتُّ الاِبِلَ (میں نے اونٹ سے چیچڑیاں صاف کیں) ماخذ قُراد (چیچڑی) ہے۔ قُراد سے باب بنایا قَرَّدْتُّ الابل یعنی میں نے اونٹ سے ماخذ یعنی قراد کو دور کیا۔ مثال: قِشْرٌ: چھلکا، اسی سے عربوں نے باب بنایا، قَشَّرْتُ العُوْدَ: میں نے چھلے کو دور کر دیا۔یعنی چھلکے کو اتار دیا۔

4۔ صیرورت۔کے معنی گزر چکے ہیں۔ یعنی حالت کا خود بدلنا، مثال: نَوَّرَ الشَّجَرُ (درخت شگوفہ دار کلی والا ہو گیا)۔ نُوْرٌ: روشنی، نَوْرٌ: کلی۔ اسی نَوْرٌ سے باب بنایا، نَوَّرَ الشَّجَرُ یعنی درخت ماخذ یعنی کلی والا ہو گیا۔ مطلب کہ درخت پر کلیاں لگ گئی۔ فاعل (الشجر) صاحب ماخذ ہوا۔ "نَوْرٌ" ماخذ ہے بمعنی شگوفہ (کلی)۔ کتابت کی غلطی سے نُور لکھا ہے۔ صحیح نَوْرٌ ہے۔

5۔ بلوغ:کے معنی ہیں : فاعل کا ماخذ میں آنا، یا پہنچنا، جیسے خَیَّمَ زیدٌ (زید خیمہ زن ہوا) یہ ترجمہ "زید خیمہ زن ہوا" علط لکھا ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "زید خیمہ میں داخل ہوا"۔ یا "زید خیمہ میں پہنچا"۔ خیمہ زن ہونے کا معنیٰ ہوتا ہے پڑاؤ ڈالنا۔ عَمَّقَ عمروٌ (عمرو معاملہ کی گہرائی تک پہنچا)۔ دونوں مثالوں میں فاعل ماخذ: خیمہ، عُمُق، گہرائی میں آیا / پہنچا ہے۔

6۔مبالغہ: یہ خاصیت باب تفعیل میں دوسرے ابواب کی نسبت زیادہ پائی جاتی ہے۔ مبالغہ کی تین قسمیں ہیں:

1۔مبالغہ فی الفعل:فعل میں زیادتی بیان کرنا، خواہ زیادتی کیفیت میں ہو، جیسے: صَرَّحَ الاَمْرُ (معاملہ خوب واضح ہوا)۔ صَرْحٌ: واضح ہونا یا زیادتی کمیت یعنی مقدار میں ہو، جیسے: جَوَّلَ زَیْدٌ (زید بہت گھوما)۔ جَوْلٌ: گھومنا

2۔ مبالغہ فی الفاعل: فاعل میں زیادتی بیان کرنا، جیسے مَوَّتَتِ الاِبِلُ( بہت اونٹ مرے) مبالغہ فاعل "الابل" میں ہے، یعنی مرنے والے اونٹوں کی تَعداد بہت زیادہ ہے۔

3۔ مبالغہ فی المفعول: مفعول میں زیادتی بیان کرنا، جیسے: (غَلَّقَتِ الابوابَ) اس نے بہت سے دروازے بند کیے، یہاں مبالغہ مفعول "الابواب" میں ہے۔ غَلَّقَتِ الابوابَ: اُس عورت نے بہت سے دروازے بند کئے۔ مثال[1]: قَطَّعْتُ الثِیابَ: میں نے بہت سے کپڑے کاٹے۔ ذَبَّحْتُ الغَنَمَ: میں نے بہت سی بھیڑ بکریاں ذِبح کی۔ غنم اور شاۃ کا ایک معنیٰ ہے۔

7۔ نسبت الی ماخذ۔کے معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ کی طرف منسوب کرنا، جیسے: کَفَّرْتُ زَیْدًا و فَسَّقْتُه (میں نے زید کی نسبت کفر کی طرف کی، فسق کی طرف کی) فاعل (متکلم) نے مفعول (زید) کی نسبت ماخذ (کفر، فِسَق:نافرمانی) کی طرف کی۔ مثال: کَذَّبْتُ زیدًا: میں نے زید کی جھوٹ کی طرف نسبت کی۔یعنی اُسے جھوٹا قرار دیا۔ کَذِبٌ :جھوٹ سے باب بنایا۔

8۔ اِلباس ماخذ: لغت میں الباس کے معنی ہیں: پہنانا، اور الباس ماخذ کے اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ پہنانا، جیسے: جَلَّلْتُ الْفَرَسَ (میں نے گھوڑے کو جھول پہنا دی) یہاں فاعل نے مفعول "فرس" کو ماخذ "جُلٌّ" پہنایا۔ اِلْباس: پہنانا، الباسِ ماخذ: ماخذ پہنانا، جُلٌّ: کپڑا جو گھوڑے وغیرہ کو پہنایا جاتا ہے۔ اس جُھول بھی کہتے ہے۔

9۔ تخلیطِ ماخذ: تخلیط کے لغوی معنی ہیں: خلط ملط کرنا،یعنی ملانا، لیپنا، اور تخلیط ماخذ کے اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ سے آراستہ کرنا، جیسے : ذَهَّبْتُ السَّیْفَ (میں نے تلوار کو سونے سے آراستہ کیا یعنی میں نے تلوار پر سونا چڑھایا) یہاں فاعل نے مفعول "السیف" کو ماخذ "ذھب" (سونے) سے اراستہ کیا۔

10۔ تحویل: کے لغوی معنی ہیں: پھیرنا۔بدلنا اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ یا ماخذ کی طرح بنانا، یعنی فاعل ایک جیسے سے ماخذ بنا دیتا ہے۔ یا ماخذ جیسا بنا دیتا ہے۔ جیسے: مَلَّکَ زَيْدٌ عَمْرواً (زید نے عمرو کو مالک بنایا)، ماخذ "مِلک" ہے۔ ماخذ "مالک ہے" یوں ہونا چاہئے تھا۔ مالک سے باب بنایا مَلَّکَ زیدٌ عمرواً خَيَّمْتُ الرِّدَاءَ (میں نے چادر کو خیمہ کی طرح بنایا)، ماخذ "خیمہ" ہے۔ مثال: نَصَّرَ زیدٌ عمرواً : زید نے عمرو کو نصرانی یعنی عیسائی بنا دیا۔

11۔ قصر: کے لغوی معنی ہیں: چھوٹا کرنا، اصطلاحی معنی ہیں: بغرض اختصار مرکب کلام سے کسی کلمے کو مشتق کے طور پر بنانا۔ جیسے: هَلَّلَ زَيْدٌ (زید نے لا الہ الا اللہ پڑھا)۔ سَبَّحَ زَيْدٌ (زید نے سُبْحَانَ اللّٰہ پڑھا)۔

12۔ ابتدا: کے معنی گذر چکے ہیں۔ یعنی ایک لفظ شروع ہی سے اسی باب سے آئے، اور مجرد سے نہ آئے۔ جیسا کہ لَقَّبَ۔ یا اس میں سے آئے الگ معنیٰ کے ساتھ۔ مجرد میں الگ معنی ہو۔ جیسا کہ جَرِبَ اور جَرَّبَ مثال: لَقَّبَ زیدٌ عمروًا (زید نے عمرو کو لقب دیا) مجرد میں یہ مادہ سرے سے مستعمل ہی نہیں۔ جَرَّبْتُ زیدًا مِرَارًا (میں نے زید کو بار بار آزمایا) مجرد میں یہ "جَرِب" سمع سے "خارش زدہ" کے معنی میں مستعمل ہے۔ چناں چہ کہا جاتا ہے: جَرِبَ الجَمَلُ (اونٹ خارش والا ہو گیا)۔ مثال: کَلَمَ یَکْلِمُ : زخمی کرنا، اور باب تفعیل سے یہی مادّہ کَلَّمَ یُکَلِّمُ تَکْلِیمًا: بات کرنا۔ دیکھو بالکل الگ ہی معنیٰ ہے۔

13۔ موافقت مُجَرَّد و افعال و تفعل: یعنی باب تفعیل کا مجرد، افعال اور تفعل کے ہم معنی ہونا۔

موافقت مجرد کی مثال: تَمَرْتُهُ اور تَمَّرْتُهُ (میں نے اس کو کھجور دی) "تَمَرَ" مجرد اور "تَمَّرَ" باب تفعیل۔

موافقت افعال کی مثال: تَمَّرَ اور أتْمَرَ (تر کھجور خشک ہو گئی)۔ تَمَّرَ: کھجور کا دینا، کھجور کا خشک ہونا، دونوں معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثال: مَهَّلَ اور اَمْهَلَ : دونوں کا معنیٰ "مہلت دینا" ہے۔

موافقت تفعل کی مثال: تَتَرَّسَ زیدٌ اور تَرَّسَ زیدٌ (زید نے ڈھال سے اپنی حفاظت کی) یہاں تفعیل اور تفعل دونوں ہم معنی ہیں۔

درس 53۔

## خاصیات باب تفعّل

اس باب کی گیارہ خاصیات ہیں:

1۔ تکلّف۔ یعنی فاعل کا مصنوعی طور پر خود کو ماخذ سے متصف ظاہر کرنا، یا فاعل کا خود کو بناوٹی طور پر ماخذ کی طرف منسوب کرنا، جیسے تَشَجَّعَ زیدٌ (زید نے خود کو شجاع، دِلیر ظاہر کیا) یعنی زید شجاع نہیں لیکن دکھاوا اس طرح کرتا ہے کہ وہ شجاع ہے۔ یہاں ماخذ شجاعت ہے، اور زید نے اپنے آپ کو ماخذ سے متصف ظاہر کیا۔ تَمَرَّضَ زیدٌ (زید نے خود کو مریض ظاہر کیا)۔ ان دونوں مثالوں میں فاعل "زید" نے مصنوعی طور پر اپنے آپ کو شجاعت یا مرض سے متصف ظاہر کیا۔ اسی طرح تَکَوَّفَ زیدٌ (زید نے بناوٹی طور پر خود کو کوفہ کی طرف منسوب کیا)۔ کوفہ شہر کا نام ہے، اُسی سے فعل بنایا تَکَوَّفَ باب تفعُّل سے۔ مثال: تَجَوَّعَ یہ جُوع(بھوک) سے ہے۔ تَجَوَّعَ زیدٌ زید نے خود کو بھوکا ظاہر کیا۔ یعنی بھوکا نہیں لیکن بناوٹی طور پر اپنے آپ کو بھوکا ظاہر کیا۔

2۔تَجَنُّبْ: اس کے لغوی معنی ہیں کنارہ کش ہونا۔ یعنی بچنا، الگ ہونا اور اصطلاحی معنی ہیں : فاعل کا ماخذ سے اجتناب و پرہیز کرنا، جیسے تَحَوَّبْتُ، تَأَثَّمْتُ(میں گناہ سے بچا) ماخذ "حُوْب" اور "اِثْمٌ" ہے دونوں بمعنی گناہ۔ تَحَوَّبَ زیدٌ : زید گناہ سے بچا، تَأَثَّمَ زیدٌ : زید نے اپنے آپ کو گناہ سے بچایا، یعنی زید گناہ سے بچا۔

3۔ لُبْسِ ماخذ: اس کے معنی ہیں : فاعل کا ماخذ کو پہننا، جیسے : تَخَتَّمَ زیدٌ بِالْخَاتَمِ (زید نے انگوٹھی پہنی) اس مثال میں فاعل نے ماخذ "خاتم" پہنا ہے۔ تَخَتَّمَ زیدٌ بِالْخَاتَمِ میں "بالْخاتَمِ" نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کتابت کی غلطی ہے۔

4۔ تَعَمُّلْ: اس کے لغوی معنی ہیں : کسی کو کام میں لانا، اور اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا ماخذ کو اُس کام میں لانا جس کے لیے وہ بنا ہے، جیسے: تَدَهَّنَ زیدٌ (زید نے تیل کام میں لایا۔ دُھْن : تیل، یعنی زید نے تیل لگایا) یعنی جسم پہ ملا۔ تَتَرَّسَ خالدٌ (خالد نے ڈھال کو کام میں لایا۔ تُرْسٌ : ڈھال)، یعنی ڈھال سے اپنی حفاظت کی۔ تَخَیَّمَ زیدٌ ( زید نے خیمہ نصب کیا)۔

5۔ اتخاذ: کے لغوی معنی ہیں: پکڑنا، اختیار کرنا۔اور بنانا اصطلاح میں اس کے چار معنی آتے ہیں:

1۔ فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، جیسے: تَوَسَّدَ زیدٌ الحَجَرَ (زید نے پتھر کو تکیہ بنایا) فاعل "زید" نے مفعول "الحجر" کو ماخذ "وِسَادَة" (تکیہ) بنایا۔

2۔ فاعل کا ماخذ بنانا، ایجاد کرنا، یعنی فاعل کا ماخذ کو وجود دینا۔ یعنی ماخذ کا وجود نہیں تھا اور فاعل نے اُسے وجود دے دیا۔ جیسے تَخَیَّمْتُ الثَّوْبَ (میں نے کپڑے کو خیمہ بنایا) فاعل نے ماخذ "خیمه" ایجاد کیا۔ دیکھو تَخَیُّمْ کے اندر تَعَمُّل والا خاصه بھی ہے اور اتخاذ والا خاصه بھی ہے۔

3۔ فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے تَجَنَّبَ زیدٌ (زید نے ایک جانب اختیار کی، کنارہ کش ہوا)۔ ماخذ "جَنْبٌ" ہے۔ جَنْبٌ: جانب

4۔ فاعل کا مفعول کو ماخذ میں لینا، یعنی پکڑنا جیسے، تَأَبَّطَ زَیْدٌ الصَّبِیَّ (زید نے بچے کو بغل میں لیا) فاعل نے مفعول کو ماخذ "اِبِطْ" بغل میں لیا۔ اِبِطْ: بغل۔ تَأَبَّطْتُ الکِتَابَ: میں نے کتاب بغل میں اٹھا لی۔

6۔ تدریج: کے لغوی معنی ہیں: کسی کام کو آہستہ آہستہ کرنا۔ اصطلاحی معنی ہیں: کسی کام کا بتدریج پایا جانا، خواہ اس کا یکدم پانا ممکن ہو یا نہیں، جیسے تَجَرَّعَ زیدٌ (زید نے پانی گھونٹ گھونٹ پیا) جب که پانی کا یک دم پینا ممکن ہے۔ جُرْعَةٌ : گھونٹ، اور تَحَفَّظْتُ القرآنَ (میں نے قرآن کو بتدریج حفظ کیا) جس کا یک دم حفظ کرنا ممکن نہیں۔

7۔ تَحَوُّلْ: کے لغوی معنی ہیں: پھرنا۔ پلٹنا، حالت کا بدل جانا، که فاعل خود ماخذ بن جائے یا ماخذ جیسا بن جائے۔ اصطلاحی معنیٰ ہیں: فاعل کا عینِ ماخذ[1]، یا مثلِ ماخذ[2] ہو جانا، جیسے تَنَصَّرَ الرَّجُلُ (وہ آدمی نصرانی ہو گیا)۔ فاعل "الرجل" عین ماخذ "نصرانی" ہو گیا۔ اور تَبَحَّرَ زیدٌ فِي العلم (زید وسعت علم میں مثل دریا ہو گیا۔دریا کی جگه سمندر ہونا چاہئے۔) فاعل مثل ماخذ (بحر کی طرح) ہو گیا۔ بَحر: سَمُنْدَر۔ بے انتہا وسیع۔ مثال: تَبَحَّرَ زیدٌ فی السَّخیٰ: زید سخاوت میں سمندر کی طرح ہے۔

8۔ موافقت مُجَرَّد و افعال و تفعیل و استفعال: یعنی باب تفعل کا ان ابواب کے معنی میں استعمال ہونا:

1۔ موافقت مجرد کی مثال: تَقَبَّلَ زیدٌ بمعنی قَبِلَ (زید نے قبول کیا) قَبِلَ زیدٌ: زید نے قبول کیا۔

2۔ موافقت افعال کی مثال: تَبَصَّرَ بمعنی اَبْصَرَ (اس نے دیکھا)

3۔ موافقت تفعیل کی مثال: تَکَذَّبَهُ بمعنی کَذَّبَهُ (اس کو جُھٹلایا)

4۔ موافقت استفعال کی مثال: تَحَوَّجَ بمعنی اِسْتَحْوَجَ (اس نے حاجت طلب کی)

9۔ ابتدا:اس کے معنی گذر چکے ہیں، ابتدا کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ کلمہ مجرد میں سرے سے استعمال ہی نہ ہوا ہو اور سیدھا مزید فیہ میں استعمال ہو جائے۔ اور ابتدا کی دوسری صورت یہ ہے کہ وہ کلمہ مجرد میں ایک معنیٰ کے لئے استعمال ہو جائے اور مزید فیہ کے اندر دوسرے معنیٰ کے لئے استعمال ہو جائے۔ مثال تَوَیَّلَ زیدٌ (زید نے " یا ویلتا" اے افسوس!) کہا۔ مجرد میں یہ مادہ سرے سے استعمال ہی نہیں۔ اور تَکَلَّمَ زیدٌ (زید نے بات کی) جب کہ اس مادہ کا مجرد "کَلِمَ" زخمی کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ ثلاثی مجرد میں کَلِمَ یَکْلَمُ : زخمی کرنا، اور باب تفعل میں تَکَلُّمْ : بات کرنا، گفتگو کرنا۔ تو دیکھو باب تفعل میں بالکل ایک نیا معنی آیا۔

10۔ صیرورت: کے معنی ہیں: فاعل کا صاحب ماخذ ہونا، جیسے "تَمَوَّلَ زیدٌ" (زید صاحب مال، مال دار ہو گیا)۔

11۔ مطاوعت تفعیل: یعنی باب تفعل کا باب تفعیل کے بعد اس غرض سے آنا کہ مفعول نے پہلے فعل کے فاعل کے اثر کو قبول کیا ہے، جیسے قَطَّعْتُهُ فَتَقَطَّعَ (میں نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا پس وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا) هَذَّبْتُهُ فَتَهَذَّبَ (میں نے اس کو تہذیب سکھائی پس وہ مہذب ہو گیا)۔ تہذیب: اصلاح کرنا، هَذَّبْتُ زیدًا: میں نے زید کی اصلاح کی۔ اب پتہ نہیں کی اصلاح ہوئی یا نہیں تو آگے میں "فَتَهَذَّبَ زیدٌ" لاؤں گا باب تفعل سے۔ تو زید مہذب ہو گیا یعنی اصلاح والا ہو گیا۔

## خاصیات باب مُفَاعَلہ

اس باب کی چار خاصیتیں ہیں:

1۔ مشارکت، 2۔ تصییر، 3۔ ابتدا، 4۔ موافقت مجرد و اِفعال و تفعیل و تفاعل۔

1۔ مشارکت: اس کے لغوی معنی ہیں: باہم شریک ہونا۔ اور اصطلاحی معنی ہیں: دو شخصوں کا کسی کام میں اس طور پر شریک ہونا کہ ہر ایک معنی کے اعتبار سے فاعل بھی ہو اور مفعول بھی، مگر لفظوں میں ایک فاعل اور دوسرا مفعول ہوگا، جیسے قَاتَلَ زیدٌ عمرًوا (زید اور عمرو نے ایک دوسرے سے جنگ کی)۔ زید اور عمرو جنگ میں باہم شریک ہیں، ہر ایک فاعل بھی ہے اور مفعول بھی، لیکن لفظ میں "زید" کو فاعل اور "عمرو" کو مفعول ظاہر کیا گیا ہے۔ باب تفاعل کے اندر دونوں لفظوں میں فاعل ہوں گے۔ نیز یہ بھی یاد رکھو کہ باب مفاعلہ میں یہ ضروری نہیں کہ فعل دونوں جانب سے ہو، ہاں عمومًا فعل دونوں جانب سے ہوگا۔ کبھی فعل ایک جانب سے پایا جاتا ہے جیسا کہ "یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ" : وہ لوگ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں۔ یہاں فعل ایک جانب سے ہے۔ یا "عَاقَبْتُ اللِصَّ" میں نے اُس چور کو سزا دی۔ لِصٌّ : چور، عَاقَبَ یُعَاقِبُ مُعَاقَبًا: باب مفاعلہ سے ہے۔ اس میں بھی ایک جانب سے فعل ہے۔

2۔ تصییر: یعنی فاعل کا مفعول کو صاحب ماخذ بنانا، جیسے: عَافَاکَ اللّٰہُ، ای جَعَلَکَ اللّٰہُ ذا عافیة، (اللہ تجھے عافیت والا بنا دے)، دعائیہ جملہ ہے۔ لفظ "اللہ" فاعل ہے "عافیت" ماخذ ہے، "ک" ضمیرِ خطاب مفعول ہے۔

عافیة: سلامتی، امراض اور آفتوں سے سلامتی، اسی سے باب بنایا، عَافَا یُعَافِیْ مُعَافَاۃً:

3۔ابتدا۔وہ مادہ جو مجرد میں استعمال نہ ہو، اس کی مثال: تَاخَمَ زیدٌ (زید نے اپنی زمین کی حد دوسرے کی زمین کی حد سے ملا دی)۔ مصدر اس کا "اَلْمُتَاخَمَۃ" ہے، مجرد میں یہ مادہ مستعمل نہیں۔ مادّہ اسکا تَخَمَ ہے۔

جس مادہ کا مجرد کسی اور معنی میں مستعمل ہو اس کی مثال: قَاسَی زیدٌ ھَذِہِ الشِّدَّۃَ (زید نے اس تکلیف کا رنج برداشت کیا) جب کہ اس کا مجرد "قَسْوَۃٌ باب نصر سے قَصَا یَقْصُوْ قَصْوَۃً: سخت دل ہونا" بمعنی (سختی دل) مُستعمل ہے۔ قَاسیٰ یُقَاسِیْ مُقَاسَاۃً: برداشت کرنا،

4۔ موافقت مجرد و اِفعال و تفعیل و تفاعل:یعنی باب مفاعلہ کا ان ابواب کے مُوافِق اور ہم معنی ہونا۔

1۔ موافقت مجرد کی مثال: سَافَرَ زیدٌ بمعنی: سَفَرَ زیدٌ (زید نے سفر کیا)۔اسی طرح جَھَدَ اور جَاھَدَ بمعنی کوشش کرنا۔

2۔ موافقت افعال کی مثال: بَاعَدتُّہ بمعنی اَبْعَدْتُّہُ (میں نے اس کو دور کیا) اَبْعَدَ یُبْعِدُ اِبْعَادًا باب افعال سے اور باب مفاعلہ سے بَاعَدَ یُبَاعِدُ مُبَاعَدَۃً دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ مثال: اَشْبَہَ: کسی کے مشابہ ہونا یہ باب افعال ہے، اور شَابَہَ باب مفاعلہ سے ہے اور اس کے بھی وہی معنی ہے یعنی "کسی کے مشابہ ہونا"۔ اَشْبَہَ زیدٌ عمروًا: زید عمرو کے مشابہ ہے۔ اور شَابَہَ زیدٌ عمروًا : زید عمرو کے مشابہ ہے۔

3۔ موافقت تفاعل کی مثال: شَاتَمَ زیدٌعمرًوا بمعنی تَشَاتَمَا (زید اور عمرو نے بہم گالم گلوچ کی) شَتْمٌ: گالی

4۔ موافقت تفعیل کی مثال: ضَاعَفْتُہُ بمعنی ضعَّفْتُہُ (میں نے دوگنا کیا) مثال: فَاہَمَ اور فَہَّمَ : سمجھانا

فائدہ: بعض نے موافقت کی چار قسمیں الگ الگ شمار کر کے باب مفاعلہ کے کل خاصیات سات ذکر کی ہیں۔

## خاصیات باب تفاعل

اس باب کی پانچ خاصیتیں ہیں۔

1۔ ابتداء 2۔ تشارک، 3۔ تخییل، 4۔ مطاوعتِ مفاعلہ بمعنی اِفعال، 5۔ موافقت مجرد و افعال

1۔ ابتداء: جیسے تداخُک بمعنی: تداخُل (گھل مل جانا : باہم ایک دوسرے میں داخل ہو جانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں۔ یہ مادّہ ثلاثی مجرد میں مستعمل نہیں اور براہ راست مزید فیہ میں آیا۔ اور تَبَارَک (با برکت ہوا) اس کا مجرد "بُروک" بمعنی "اونٹ کا بیٹھنا)۔ بَرَکَ یَبْرُکُ بُرُوْکًا : اونٹ کا بیٹھنا۔ بَرَکَ مادّے کا ثلاثی مجرد میں ایک معنیٰ ہے اور ثلاثی مزید میں جب اس کو لے گئے باب تفاعل میں تو اس کا الگ معنیٰ ہے۔

2۔تشارُک۔ تشارک بمعنی: مُشارَکت، جو باب مفاعلہ کی خاصیت ہے، البتہ لفظ کے اعتبار سے مشارکت اور تشارک میں یہ فرق ہے کہ مشارکت میں ایک شریک فاعل ہوتا ہے اور دوسرا مفعول، جب کہ تشارک میں ہر ایک فاعل ہوتا ہے مفعول نہیں ہوتا، جیسے تَشَاتَمَ زیدٌ وَ عَمْرٌو (زید اور عمرو نے باہم گلم گلوچ کی) یہاں معنی میں ہر ایک زید اور عمرو فاعل بھی ہیں اور مفعول بھی، لیکن لفظوں میں دونوں فاعل ہیں۔ اور کبھی کبھار دونوں ہی فاعل ہوتے ہیں اور ان میں مفعول کوئی نہیں ہوتا جیسا کہ تَرَافَعَ زیدٌ و عمرٌو حَجْرًا : زید اور عمرو نے ملکر پتھر اٹھایا۔

3۔ تَخْیِیل: اس کے لغوی معنی ہیں : وہم میں ڈالنا،دوسرے کے خیال میں ایک بات ڈالنا اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا بناوٹی طور پر خود کو ماخذ کے ساتھ متصف دکھانا، تَخْیِیْل بھی تکلف کی طرح ہے۔ حالاں کہ فاعل نہ واقع میں ماخذ سے متصف ہو، اور نہ ہی فاعل کو ماخذ کا حصول مطلوب ہو، جیسے تَمَارَضَ زیدٌ (زید نے خود کو بیمار

ظاہر کیا)۔ حالاں کہ وہ بیمار نہیں ہے۔ مثال: تَجَاهَلَ زیدٌ: زید نے اپنے آپ کو جاہل ظاہر کیا۔مثال[2]: تَعَارَجَ زیدٌ: زید نے اپنے آپ کو لنگڑا ظاہر کیا۔

تَخْيِيْلَ اور تکلف میں فرق: تکلف میں جس صفت کے ساتھ اپنے آپ کو متصف دکھا رہا ہے وہ صفت پسندیدہ اور مطلوب ہوگی۔ اور تخییل کے اندر اپنے آپ کو جس صفت کے ساتھ متصف کر رہا ہے، وہ صفت مطلوب اور پسندیدہ نہیں۔ جیسا کہ تَمَارَضَ زیدٌ : زید نے خود کو بیمار ظاہر کیا۔ حالانکہ مرض پسندیدہ اور مطلوب نہیں۔ اسی طرح تَجَاهَلَ زیدٌ: زید نے اپنے آپ کو جاہل ظاہر کیا۔ اور یہ جہالت بھی پسندیدہ اور مطلوب نہیں۔ اور تکلف کے اندر، تَشَجَّعَ زیدٌ :زید نے اپنے آپ کو شجاع ظاہر کیا۔ تو یہ شجاع ہونا پسندیدہ صفت ہے۔ اور تَكَوَّفَ زیدٌ : میں کوفہ کی طرف اپنا نسبت کرنا پسندیدہ ہے۔ لیکن یہ اکثری قاعدہ ہے کلّی نہیں۔ جیسا کہ تَمَرَّضَ زیدٌ: زید نے اپنے آپکو بتکلف مریض ظاہر کیا۔ حالانکہ مرض پسندیدہ نہیں۔

4۔ مطاوعت مفاعَلہ بمعنی اِفعال: باب تفاعل کا باب مفاعلہ (جو افعال کے ہم معنی ہو) کے بعد اس عرض سے آنا کہ مفعول نے پہلے فعل کے اثر کو قبول کیا ہے، جیسے: بَاعَدْتُهُ فَتَبَاعَدَ (میں نے اس کو دور کی پس وہ دور ہو گیا) یہاں تَبَاعَدَ (تفاعل) ایسے بَاعَدَ (مفاعلہ) کے مطاوع ہے جو أَبْعَدَ (إفعال) کے ہم معنی ہے۔

5۔ موافقت مجرد و افعال: یعنی باب تفاعل کبھی مجرد یا باب افعال کے ہم معنی استعمال ہوتا ہے۔

موافقت مجرد کی مثال: تَعَالَىٰ بمعنی عَلَا (بُلند ہوا) عَلَا يَعْلُوْ : بُلند ہونا۔ اللّٰہُ تعالیٰ: اللہ کی ذات بڑی اونچی بڑی بلند ہے۔

موافقت اِفعال کی مثال: تَيَامَنَ بمعنی أَيْمَنَ (یمن میں داخل ہوا)۔ یمن میں داخل ہوا" یہ معنیٰ درست نہیں لگتا۔ تَيَامُنْ کا معنیٰ ہوتا ہے دائیں طرف سے کوئی کام شروع کرنا۔ احادیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کو دائیں طرف سے کوئی بھی کام شروع کرنا پسند تھا۔

## درس 54

## خاصیات باب افتعال

اس باب کے چھ خاصیات ہیں:

1۔ اتخاذ، 2۔ تصرف، 3۔ تخییر، 4۔ ابتداء، 5۔ مطاوعت تفعیل،6۔ موافقت مجرد و افعال و تفعل و تفاعل و استفعال

1۔ اتخاذ۔اس کی چار صورتیں ہیں:

1۔ فاعل کا ماخذ کو بنانا، ایجاد کرنا، ماخذ کو وجود دینا، جیسے اِجْتَحَرَ الْفَأْرُ (چوہے نے بل بنایا)۔ ماخذ "جُحْرٌ" ہے۔مثال: خُبْزٌ: روٹی، اِخْتَبَزَ زیدٌ: زید نے ماخذ یعنی روٹی کو وجود دیا۔ زید نے روٹی بنائی۔

2۔ فاعل کا ماخذ کو اختیار کرنا، جیسے اِجْتَنَبَ زیدٌ (زید نے کنارہ اختیار کیا) ماخذ "جَنْبٌ" ہے۔جَنْبٌ: جانب۔ مثال: حِرْزٌ: پناہ گاہ، محفوظ جگہ، اِحْتَرَزَ: اُس نے پناہ لی۔ یعنی وہ محفوظ مقام پر پہنچا۔

3۔ فاعل کا مفعول کو ماخذ بنانا، جیسے : اِشْتَوَيْتُ اللَّحْمَ (میں نے گوشت بھونا) ماخذ " شِوَاءٌ " ہے۔

4۔ فاعل کا مفعول کو ماخذ میں لینا، جیسے "اِحْتَجَرْتُ الطِّفْلَ" (میں نے بچہ گود میں لیا)۔ ماخذ "حَجْرٌ" ہے۔

2۔ تصرف۔ کے لغوی معنی ہیں کسی کام میں دخل پانا۔ اصطلاحی معنی ہیں: فعل کے حصول میں کوشش کرنا، جیسے اِكْتَسَبَ زیدٌ (زید نے مال حاصل کرنے کی کوشش کی) اِكْتَسَبَ: کمانا

3۔تَخْيِير۔ کے لغوی معنی ہیں: اختیار کرنا، پسند کرنا، اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا کسی فعل کو اپنے لیے کرنا، جیسے اِكْتَلْتُ الشَّعِيْر(میں نے جو اپنے لیے ناپا۔ ناپا نہیں ہونا چاہئے۔ ماپا ہونا چاہئے، شعیر: جَو۔ اِكْتَلْتُ الحنطة: میں نے اپنی لئے گندم ماپی) یہاں فاعل نے جَوْ ناپنے کا عمل اپنے لیے کیا۔ كَالَ يَكِيْلُ : ماپنا اور باب افتعال میں اِكْتَالَ يَكْتَالُ : اپنے لیے ماپنا،

4۔ ابتدا: جیسے اِئْتَجَزَ بمعنی (جھک جانا) یہ مادہ مجرد میں مستعمل نہیں۔ اور اِسْتَلَمَ الْحَجْرَ (اس نے پتھر کو چوما) اس کا مجرد "سَلِمَ" ہے بمعنی سلامت ہوا۔ مجرد میں سَلِمَ کا معنیٰ "سلامت ہونا" اور باب افتعال میں اِسْتَلَمَ کا معنیٰ "استلام کرنا یعنی بھوسہ لینا" ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہیں تو حجر اسود کا اِستلام کرتے ہیں۔ اور حجر اسود کا بھوسہ لے کر طواف شروع کرلیتا ہے۔

5۔ مطاوعت تفعیل یہ "مطاوعت تفعیل" صحیح نہیں۔ اس کی جگہ "مطاوعت مجرّد" صحیح ہے۔: جیسے غَمَّمْتُهُ فاغْتَمَّ اور غَمَمْتُهُ فَاغْتَمَّ صحیح ہے۔ غَمَّ يَغُمُّ باب نصر سے بمعنی "دوسرے کو غمگین کرنا" ہے۔ اور اِغْتَمَّ کا معنیٰ ہے "خود غمگین ہونا"۔ (میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہو گیا۔)

مُطاوعت تفعیل: عَدَّلْتُهُ فَاعْتَدَلَ: میں نے اُسے درست کیا تو وہ درست ہو گیا۔

6۔ مُوافقت مجرد، افعال، تفعل، تفاعل، استفعال: یعنی باب افتعال کبھی ان ابواب کے مُوافِق استعمال ہوتا ہے۔

موافقت مجرد کی مثال: اِبْتَلَجَ بمعنی بَلِجَ (کشادہ ابرو ہوا) آبرو درست نہیں، درست ابرو ہے۔مثال: قَدَرَ اور اِقْتَدَرَ: قادِر ہوا۔ جَذَبَ اور اِجْتَذَبَ: کھینچنا

موافقت اِفعال کی مثال: اِحْتَجَزَ بمعنی اَحْجَزَ (حجاز میں داخل ہوا) اس میں بُلوغ کا خاصّہ ہے۔

موافقت تفعل کی مثال: اِرْتَدَى بمعنی تَرَدَّى (اس نے چادر اُوڑھ لی)

موافقت تفاعل کی مثال: اِخْتَصَمَ زیدٌ و عمروٌ بمعنی تخاصَمَ زیدٌ و عَمروٌ (زید اور عمرو نے باہم جھگڑا کیا)

موافقت استفعال کی مثال: اِئْتَجَرَ بمعنی اِسْتَأْجَرَ (اس نے اُجرت طلب کی) اِئْتَجَرَ اور اِسْتَجَرَ کا معنیٰ ہے "کوئی چیز کرائے پر لینا"۔ اور "اُس نے اُجرت طلب کی" یہ معنیٰ صحیح نہیں۔ اِئْتَجَرْتُ المكان: میں نے اُس جگہ کو کرائے پر لیا۔ یا اِسْتَأْجَرْتُ المكانَ : میں نے اُس جگہ کو کرائے پر لیا۔

## خاصیات باب استفعال

اس باب کی دس خاصیتیں ہیں:

1۔ طلب: یعنی فاعل کا ماخذ کو طلب کرنا، جیسے "اِسْتَطْعَمْتُهُ (میں نے اس سے کھانا طلب کیا) فاعل (متکلم) نے ماخذ "الطعام" طلب کیا۔

2۔ لیاقت: یعنی فاعل کا ماخذ کے لائق ہونا، جیسے : اِسْتَرْقَعَ الثَّوْبُ (کپڑا پیوند کے لائق ہو گیا) فاعل "الثوب" ماخذ "رُقْعَة" کے لائق ہو گیا۔رُقْعَةٌ: پیوند

3۔ وِجدان: کے لغوی معنی ہیں پانا۔ اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ کے ساتھ متصف پانا، جیسے اِسْتَكْرَمْتُ زیدًا (میں نے زید کو کریم یعنی سخی پایا) فاعل نے مفعول کو ماخذ "كَرَمَ، سخا" کے ساتھ متصف پایا۔

مثال: عَظْمَتْ: عظیم ہونا، بڑا ہونا، اِسْتَعْظَمْتُهُ: میں نے اس کو عظیم پایا۔ اور بخیل سے اِسْتَبْخَلْتُهُ: میں نے اُسے بخیل پایا۔

4۔ حِسْبان:کے لغوی معنی ہیں: خیال کرنا، گمان کرنا، اصطلاحی معنی ہیں: فاعل کا مفعول کو ماخذ کے ساتھ متصف گمان کرنا، حَسَن: اچھا، اسی سے باب بنایا۔ جیسے اِسْتَحْسَنْتُ زیدًا (میں نے زید کو نیک سمجھا) یعنی میں نے اس پر نیک اور اچھے ہونے کا گمان کیا۔ اِسْتَقْبَحْتُهُ: میں نے اُس کو برا خیال کیا۔ یہاں یہ قُبْحٌ سے اخذ کیا گیا۔

فائدہ۔ وجدان اور حِسبان میں فرق یہ ہے کہ وِجْدَان میں فاعل کو مفعول کا ماخذ کے ساتھ متصف ہونے پر یقین ہوتا ہے، جب کہ حِسْبان میں صرف گمان و خیال ہوتا ہے۔

5۔ تحول: اس کے لغوی معنی ہیں: پھرنا، پلٹنا، حالت کا بدلنا اور اصطلاحی معنی ہیں فاعل کا [1]عین ماخذ، یا [2]مثل ماخذ ہونا، جیسے اِسْتَحْجَرَ الطِّيْنُ (گارا پتھر بن گیا یا گارا مثلِ پتھر بن گیا۔) اِسْتَنْوَقَ الْجَمَلُ (اونٹ اونٹنی بن گیا)، یعنی جس طرح اونٹنی میں کمزوری ہوتی ہے، اسی طرح اونٹ کمزور ہو گیا۔ پہلی مثال میں ماخذ "حجر" اور دوسری مثال میں "ناقۃ" ہے۔

ایک عرب شاعر تھا وہ لوگوں کو اپنا اشعار سنا رہا تھا، وہ اونٹ کی صفت کر رہا تھا، کہ اُس نے اونٹ کی ایک ایسی صفت ذکر کر دی جو عمومًا اونٹنیوں میں ہوتی تھی۔ تو وہاں ایک نوجوان تھا اُس نے کہا "اِسْتَنْوَقَ الْجَمَلُ"۔ کہ یہ نر اونٹ تو اونٹنی بن گیا۔ یعنی آپ نے اونٹنی والی صفت بیان کی۔ تو یہ محاورہ عرب میں مشہور ہو گیا، اور یہ اُس وقت بولتے ہیں جب کوئی ایک بات کے ساتھ مخالف بات کو ملا دے۔

6۔ اتخاذ۔ یعنی فاعل کا ماخذ ایجاد کرنا، بنانا، جیسے : اِسْتَوْطَنْتُ الحِجَازَ (میں نے حجاز کو وطن بنایا) ماخذ "وَطَنْ" ہے۔ خُبْزٌ روٹی سے اِسْتَخْبَزَ زیدٌ: زید نے روٹی بنا لی۔

فائدہ: اتخاذ کی چار صورتیں ہیں، لیکن باب استفعال میں صرف یہی ایک صورت "فاعل کا ماخذ ایجاد کرنا" پائی جاتی ہے، باقی صورتیں باب استفعال میں زیادہ رائج نہیں۔

7۔ قصر: یعنی بغرض اختصار مرکب کلام کو باب استفعال سے مشتق کے طور پر ایک کلمہ بنانا، جیسے اِسْتَرْجَعَ زیدٌ (زید نے اِنَّا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہا) "استرجع" ایسا کلمہ ہے جیسے اختصار کی غرض سے مرکب کلام ( قَالَ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون) سے بنایا گیا ہے۔ قَصر کو نَحْتٌ بھی کہتے ہے۔ نَحْتٌ : تراشنا۔ اِسترجع زیدٌ: ای قالَ زیدٌ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

8۔ ابتداء۔جیسے اِسْتَأْجَزَ (وہ جھک گیا) مجرد میں یہ مادّہ مستعمل نہیں، اور اِسْتَعَانَ، اِسْتَحَدَّ (اُس نے زیر ناف بال صاف کیے) مجرد میں یہ "عَان" اُدھیڑ عمر کا ہونا "حَدَّ" تیز کرنا، یا حد قائم کرنے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

9۔ مطاوعت: یعنی باب استفعال کا باب افعال کے بعد اس غرض سے آنا کہ مفعول نے پہلے فعل کے فاعل کے اثر کو قبول کیا ہے، جیسے اَقَمْتُهُ فَاسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا پس وہ کھڑا ہو گیا)۔

10۔ موافقت مجرد، افعال، تفعل، افتعال:

موافقت مجرد کی مثال: اِسْتَقَرَّ بمعنی قَرَّ (ٹھہر گیا)۔ اِسْتَبَانَ اور بَانَ : ظاہر ہونا

موافقت افعال کی مثال: اِسْتَجَابَ بمعنی اَجَابَ (جواب دیا، قبول کیا) اِسْتَخْرَجَ اور اَخْرَجَ : نکالنا

موافقت تفعّل کی مثال: اِسْتَكْبَرَ بمعنی تَكَبَّرَ (تکبر اور بڑائی کی وجہ سے انکار کیا)

موافقت افتعال کی مثال: اِسْتَعْصَمَ بمعنی اِعْتَصَمَ (اس نے مضبوط سے تھاما، یا گناہوں سے بچا)۔

## خاصیات باب انفعال

اس باب کی پانچ خاصیتیں ہیں۔

1۔ لُزوم: باب انفعال کی ایک خاصیت لازم ہونا ہے، چاہے اس کا مجرد لازم ہو یا متعدی، جیسے اِنْصَرَفَ (لوٹا، پھرا) اس کا مجرد "صرفَ" (لوٹا دیا، پھرا دیا) متعدی ہے۔ کَسَرَ: تھوڑنا، اِنْکَسَرَ: ٹوٹنا، فَتَحَ: کھولنا، اِنْفَتَحَ،کھلنا، فَرِحَ: خوش ہونا، اِنْفَرَحَ: خوش ہونا

2۔ علاج: کے لغوی معنی ہیں: بیماری کا علاج کرنا، اور اصطلاحی معنی ہیں: باب انفعال کا اُن الفاظ سے آنا جن کا ادراک حواس ظاہرہ سے ہو، اور اعضائے ظاہرہ(ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک وغیرہ) کا اثر ہو، جسے اِنْکَسَرَ (ٹوٹا) اِنْفَطَرَ (پھٹا) انکسار(ٹوٹنے) اور انفطار(پھٹنے) کا ادراک حواس سے ہوتا ہے، اور اعضائے ظاہرہ کا اثر ہوتا ہے۔

فائدہ۔ لزوم و علاج باب انفعال کے لیے لازم ہیں۔ اس باب کا کوئی فعل ان دو خاصیات سے خالی نہیں ہوگا، یہی وجہ کہ اِنْعلم اور اِنْعرف کہنا درست نہیں، کیوں کہ "عِلَم" اور "مَعرفت یعنی پہچاننا" کا تعلق حواس ظاہرہ سے نہیں، انفعال کے علاوہ دوسرے ابواب میں ان خاصیات کا اطلاق مجازی ہوگا۔

3۔ ابتداء: جیسے اِنْطلق (چلا گیا) اس کا مجرد طَلُقَ ہے۔ (آزاد ہونا، رہا ہونا، خندہ رو ہونا، ہنس مکھ ہونا) ابتدا کی پہلی صورت (یعنی وہ مادہ جو مجرد میں سرے سے استعمال ہی نہ ہوتا ہو)باب انفعال میں نہیں پائی جاتی۔

4۔ مطاوعت مجرد و افعال: یعنی اس باب کا ثلاثی مجرد اور باب افعال کا مطاوع ہونا۔

مطاوعت مجرد کی مثال: کَسَرْتُهُ فَانْكَسَرَ (میں نے اس کو توڑا پس وہ ٹوٹ گیا)

مطاوعت افعال کی مثال: اَغْلَقْتُ الْبَابَ فَانْغَلَقَ (میں نے دروازہ بند کیا پس وہ بند ہو گیا)۔

5۔ موافقت مجرد و افعال: یعنی باب انفعال کا ان ابواب کے ہم معنی ہونا۔

موافقت مجرد کی مثال: اِنْبَلَجَ الصُّبْحُ بمعنی بَلَجَ (صبح روشن ہوئی)

موافقت افعال کی مثال: اِنْحَجَزَ بمعنی اَحْجزَ (حجاز میں داخل ہوا)

فائدہ : جس کلمے کے فاء کلمہ کے مقابلے میں حروف یرملون میں سے کوئی حرف ہو، وہ کلمہ باب انفعال سے نہیں آتا،(جبکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یرملون میں باقی حروف مراد ہیں اور میم مراد نہیں۔ اور جس لفظ کی فا کی جگہ میم آ جائے تو وہ اس باب سے آ سکتے ہیں۔) اس لیے کہ ایسے کلمہ کا باب انفعال سے آنا باعث ثقل ہے، ایسے کلمے سے اگر باب انفعال کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو اس کو باب افتعال سے لایا جائے گا، جیسے رَفَعْتُهُ فَارْتَفَعَ (میں نے اس کو اٹھایا پس وہ اٹھا) مَدَدْتُهُ فَامْتَدَّ (میں نے اس کو کھینچا پس وہ کھینچ گیا) لَوَيْتُ الرَّسَنَ فَالتَوَى (میں نے رسی بٹی پس وہ بٹ گئی) وغیرہ،رَسَنْ: رسی، لَوىٰ يَلْوِىٰ: بٹنا، رسی کو جو بل دیتے ہیں اُسکو بٹنا کہتے ہے۔ لیکن اِمَّحَى (اصل میں اِنْمَحَى) اور اِمَّازَ (اصل میں اِنْمَازَ) باوجود یہ کہ فاء کلمہ میں "ن" "م" ہیں، باوجود یہ کہ فاء کلمہ میں "م" ہے۔ یہ "ن" کتابت کی غلطی ہے۔ کیونکہ نون تو باب انفعال کا اپنا ہے۔ باب انفعال سے استعمال ہونا شاذ ہے۔

## درس 55

## خاصیات باب افعیعال

اس باب کی چار خصوصیات ہیں:

1۔ لزوم: یہ باب زیادہ تر لازم استعمال ہوتا ہے: جیسے الاحدیداب (کُبڑا ہونا) : کمر کا جھک جانا) الاخشیشان (بہت سخت ہونا) کبھی متعدی بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے اِعْرَوْرَيْتُهُ (میں گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوا)۔ اِعْرَوْرَيْتُ الْفَرَسَ: میں گھوڑے پر بغیر زین کے سوار ہوا۔

2۔ مبالغہ:اس باب میں مبالغہ کی خاصیّت بکثرت پائی جاتی ہے، جیسے: اِعشَوْشَبَتِ الارضُ (زمین بہت گھاس والی ہو گئی) اِخلَوْلَقَ الثَّوْبُ (کپڑا بہت پرانا ہو گیا)

3۔ مطاوعت مجرد: جیسے ثَنَیْتُهُ فَاثْنَوْنیٰ کتابت کی غلطی سے فَاثْنَوَیٰ لکھا ہے۔ (میں نے اس کو موڑا تو وہ مڑ گیا)۔ ثَنیٰ یَثْنِیْ : مڑنا، فَاثْنَوْنیٰ: مڑنا،

4۔ موافقت استفعال:جیسے اِحْلَوْلَيْتُهُ بمعنی اِسْتَحْلَيْتُهُ (میں نے اس کو میٹھا سمجھا)

## خاصیات باب اِفعلال و اِفعیلال

افعلال و افعیلال ہر ایک کے چار چار خاصیات ہیں:

1۔ لُزوم: یہ دونوں باب ہمیشہ لازم ہوتے ہیں، جیسے احمَرَّ(افعلال) سے اور احمَارَّ(افعیلال سے )سرخ ہوا۔ اسکا ترجمہ ہے "بہت سرخ ہوا"۔ اس میں مبالغہ ہے۔

2۔ مبالغہ: اِسْوَدَّ (افعلال) بہت سیاہ ہوا، اِشهابَّ(افعیعال) بتدریج سفید ہوا، سیاہی ملی ہوئی سفید رنگ والا ہوا۔

فائدہ: باب افعیلال میں مبالغہ کی خاصیّت باب افعلال سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

3،4۔ لَوْن، عیب: ان دونوں بابوں میں رنگ اور عیب کے معنی پائے جاتے ہیں، لیکن زیادہ تر رنگ کے معنی ادا کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں، جیسے احمرَّ، احمارَّ(خوب سرخ ہوا)، اِحْوَلَّ، اِحْوَالَّ (زیادہ بھینگا ہوا)، بھینگا ہونا عیب ہے۔ اَحْوَل: بھینگا، جس کے آنکھ میں عیب ہو۔ جس کی آنکھ ایک طرف کو مڑی ہوئی ہو۔

## خاصیات باب افعِوَّال

اس باب کی تین خاصیتیں ہیں:

ابتدا کے اندر ہم نے دو صورتیں پڑھے تھے۔ پہلا صورت یہ تھا کہ وہ لفظ سرے سے مجرد کے اندر استعمال ہی نہ ہو، اور شروع ہی سے مزید فیہ کے اندر آئے۔ تو اس صورت کو اِقْتِضَاب بھی کہتے ہیں۔ تو گویا اقتضاب اور ابتدا میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر اقتضاب ابتداء ہے مگر ہر ابتداء اقتضاب نہیں۔

1۔ اقتضاب:مُقْتَضَبْ لغت میں : کٹے ہوئے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں وہ مادہ و ماخذ ہے جس کی اصل، یا مثلِ اصل نہ ہو، بلکہ شروع سے اس کی وضع اُسی وزن پر ہوئی ہو، یعنی کہ اس کی شروع مزید فیہ سے ہوئی ہو۔ اور ایسے حرفِ الحاق و حرف زائد سے خالی ہو جو کسی معنیٰ کے لیے ہو، جیسے اِجْلَوَّذَ (خوب تیز چلا) مُقْتَضَبْ کو مُرْتَجَلْ بھی کہتے ہیں۔ مُرْتَجَلْ: غیر منقول: یعنی یہ نقل نہیں کیا گیا، اور سیدھا براہ راست اسی باب میں آیا ہے۔

مُلْحَقْ: کبھی کبھار ثلاثی کے اندر کوئی حرف زائد کرکے اُسے رباعی کے وزن پر لے جاتے ہیں، تو اُسے ملحق کہتے ہیں۔ جیسے جِلْبَابْ سے جَلْبَبَ: "چادر پہنانا" بنایا۔ اور اسی سے آگے تَجَلْبَبَ: "خود چادر پہننا" باب بنا لیا۔ یہاں اِقتضاب کے لئے جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں اُن میں الحاق کے لئے کوئی حرف نہیں بڑھایا ہوگا۔ نیز مقتضب کے اندر کوئی حرف زائد جو کسی معنیٰ پر دلالت کرے اُسے بھی نہ بڑھایا گیا ہو۔ جیسا کہ جَلَسَ فعل لازم سے اَجْلَسَ فعل متعدی کے لئے ہمزہ کو بڑھایا۔ اور جلبب فعل متعدی میں تا کو زائد لا کر تجلْبَبَ فعل لازم بنایا۔

ویسے اس میں زائد حروف ہوں گے۔لیکن ایسا نہیں کہ یہ حروف پہلے نہیں تھے اور پھر لائے کسی خاص معنیٰ کے خصول کے لئے۔ بلکہ یہ ابتدا ہی سے اسی باب کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ مُقْتَضَب وہ مادہ ہے جو مجرد کے بغیر ابتداءً مزید فیہ میں استعمال ہو، جیسے اِجْلَوَّذَ کہ اس کا مجرد مستعمل نہیں۔ نوٹ: یہ باب اکثر مُقْتَضَبْ ہوتا ہے۔مگر اس کے ساتھ اقتضاب لازم نہیں۔

2۔ مبالغہ: اجلوَّذَ الفرس میں مبالغہ بھی ہے۔ (گھوڑا تیز دوڑا)۔

3۔ لزوم: باب افعوال اکثر لازم استعمال ہوتا ہے، جیسے اجلوَّذ۔ کبھی متعدی بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے اِعْلَوَّطَ البعیرَ (اونٹ کی گردن پر لٹک کر سوار ہوا) یہ متعدی ہے۔ اِعْلِوَّاط: اونٹ کی گردن پکڑ کر سوار ہونا۔ عام طور پر اونٹ کو بٹھا کر اُس پر سواری کی جاتی ہے۔

## خاصیات رباعی مجرد

رباعی مجرد کا ایک ہی باب ہے، "فعللة" اس باب کی خاصیات بہت ہیں، چند مشہور خاصیتیں مُندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ قصر: جیسے بَسْمَلَ ای قال بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ ( بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی) قَصر: ایک لمبے جملے کو مختصر کر کے اسکا ایک صیغه(باب) بنا لیا جائے۔ اسی طرح ہے "حَمْدَلَ" ای قال الحمد للہ رب العالمین ؕ۔ اسی طرح ہے حَوْقَلَ ای قال لا حول و لا قوّة الا باللہ۔ قصر قیاسی نہیں ہوتا بلکہ سماعی ہوتا ہے۔

2۔ الباس ماخذ۔ جیسے بَرْقَعْتُهَا (میں نے اس کو برقعہ پہنایا) ماخذ "بُرْقُعٌ" ہے۔

3۔ اتخاذ: جیسے قَنْطَرَ (اس نے بہت سارا مال جمع کیا) ماخذ "قَنْطَرَةٌ" ہے۔ قَنْطَرَة: گولائی والا پُل بنانا۔

4۔ تَعَمُّل : ماخذ کو کام میں لانا، یعنی جس چیز کے لئے وہ ماخذ بنا ہے اُسی کام میں لانا۔ جیسے: زَعْفَرَ الثَّوْبَ (اس نے کپڑا زعفرانی کیا) ماخذ "زعفران" ہے۔ زغفران گھاس نما چیز ہے زرد رنگ کی، اسکو کھانوں وغیرہ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے رنگ اور خوشبو کے لئے۔ اور نیز اسکو کپڑے وغیرہ کو رنگ دینے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

5۔ مطاوعت خود: کہ ایک فعل پہلے ذکر ہو، اور اسکے بعد دوسرا فعل اسکا مطاوع لایا جائے تا کہ اسکا اثر ظاہر ہو جائے۔ اور پتہ چلے کہ مفعول نے پہلے فعل کے فاعل کے اثر کو قبول کر لیا ہے۔ تو یہ فعل اپنی ہی مطاوعت کے لئے آ جاتا ہے۔ جیسے غَطْرَشَ اللَّيْلُ بَصَرَهُ فَغَطْرَشَ (رات نے اس کی آنکھ کو تاریک بنایا پس وہ تاریک ہو گئی) غَطْرَشَ اور فَغَطْرَشَ دونوں ایک ہی باب ہیں۔ تو یہ اپنی ہی مطاوعت کے لئے آیا۔ معلوم ہوا غطرش کے دونوں معنیٰ آتے ہیں، تاریک کرنا بھی اور تاریک ہونا بھی۔ پہلا جو کہا غَطْرَشَ اللَّيْلُ بَصَرَهُ تو "بَصَرَ" مفعول آیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ متعدی ہے۔ اور اگلا فَغَطْرَشَ یہ لازم ہے۔

فائدہ۔ اس باب کی لفظی خاصیت یہ ہے کہ اکثر صحیح و مضاعف سے استعمال ہوتا ہے، جیسے: زَلْزَلَ، زلزلہ برپا کرنا، حرکت دینا حَصْحَصَ، ظاہر ہونا، وَسْوَسَ وسوسہ ڈالنا، وہم ڈالنا۔ اس باب سے مہموز قلیل الاستعمال ہیں۔

## ابواب رباع مزید فیہ

## خاصیات باب تفعلل

اس باب کی تین خاصیتیں ہیں:

1۔ اقتضاب۔ جیسے تَهَبْرَسَ (ناز سے چلا) یہ مادہ مجرد میں مستعمل نہیں، اور ایسے حرف الحاق و زائد سے خالی ہے جو کسی معنی کے لیے ہو۔ تَهَبْرَسَ فُلَانٌ: وہ بڑے ناز و نخرے سے چلا

2۔ تحول۔ فاعل کا عین ماخذ، یا مثل ماخذ ہونا، جیسے تَزَنْدَقَ الرَّجلُ (آدمی زندیق بن گیا) ماخذ "زَنْدَقَہ" ہے۔

زَنْدَقَہ: بد دین ہونا۔ عام طور پر ہم پڑھتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں ہوتی، اور یہ بڑا محلِّ اشکال ہے۔علماء نے اس پر مختلق تقاریر کی ہے۔ والد صاحبؒ اس کی عجیب تقریر فرماتے تھے۔ وہ فرماتے تھے زندیق وہ شخص ہے، جو بظاہر اسلام کا کام کر رہا ہے، لیکن دراصل وہ اسلام کی جڑیں کاٹ رہا ہے۔اور اس کی ذہن میں یہ ہوگا کہ میں اسلام کی خدمت کر رہا ہوں، تو وہ کبھی توبہ نہیں کرے گا۔ جیسے غلام احمد پرویز ایک شخص گزرا ہے۔ منکر حدیث تھا۔ اُس نے تفسیر بھی لکھی۔ اور دن رات قرآن کی تقاریر کرتا۔ اور اُس نے کئی زبردست کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ وہ اپنی گمراہی کا بیج بوتا چلا جاتا ہے۔ جو اُسے پڑھتا ہے متاثر ہوتا ہے۔ علماء نے منکرین حدیث کو کافر قرار دیا ہے۔ اور اسی حالت میں اسکا انتقال بھی ہو گیا۔ اُس کا خیال تو تھا کہ سب سے بڑھ کر میں دین کی خدمت کر رہا ہوں، باقی تو کوئی دین کی خدمت آج کے زمانے میں علماء وغیرہ نہیں کر رہے ہیں۔ تو اس کو توبہ کا خیال ہی نہیں آیا۔

یا زمانہ حال میں دوسرا مثال "جاوید احمد غامدی" کا ہے۔ وہ اسلام کو بہت زبردست نقصان پہنچا رہا ہے، لیکن اُس کا خیال یہ ہے کہ میں اسلام کی خدمت کر رہا ہوں، میرے جیسی خدمت تو آج تک کسی نے اسلام کی کی ہی نہیں۔ اس کے نزدیک گانا، بجانا اور میوزیک جائز ہے۔ یہ کہتا ہے کہ داڑھی رکھنا کوئی سنت نہیں ہے۔ اُس کے نزدیک داڑھی رکھنا عربوں کی عادت تھی اس لئے حضورﷺ نے داڑھی رکھ لی۔ اپنے خیال میں وہ اسلام کی زبردست خدمت کر رہا ہے، اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ توبہ کر لے۔ ہاں اگر پھر زندگی میں کبھی خیال آیا اور توبہ کر لے تو توبہ قبول ہو جائے گی (ان شاء اللہ)۔ لیکن اُس کا خیال یہ ہے کہ میں تو صحیح چلتا ہوں، اور لوگوں پر بھی اُسکا زبردست اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے شر سے تمام مسلمانوں کی حفاظت فرمائیں۔ اور اُس کا دعویٰ یہ ہے کہ میں دین کا کام کر رہا ہوں۔

3۔ مطاوعت فَعْلَلَ: جیسے دَحْرَجْتُهُ فَتَدَحْرَجَ (میں نے پتھر لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا)۔ دَحْرَجَ: پتھر کو اوپر سے نیچھے کی طرف لُڑھکانا۔

## خاصیات باب اِفْعِنْلَال و اِفْعِلَّال

ان دونوں بابوں کی تین تین خاصیات ہیں:

1۔ لزوم: جیسے : اِثْعَنْجَرَ ، اِفْعَنْلَلَ، (وہ بہہ گیا) اِكْفَهَرَّ النَّجْمُ، اِفْعَلَلَّ (انتہائی تاریکی میں ستارہ چمک گیا) دونوں لازمی ہیں۔ بہنا بھی لازمی ہے، اور ستارے کا چمکنا بھی لازمی ہے۔کیونکہ یہ مفعول نہیں چاہتے۔

2۔ اقتضاب: جیسے : اِعْرَنْفَطَ، (مُنْقَبِض ہوا، ترش رو ہوا) یعنی طبیعت بند ہونا۔ چہرے پر ناگواری کے اثرات آ جانا) اِكْفَهَرَّ (انتہائی تاریکی میں ستارہ چمک گیا)۔ ان دونوں میں اقتضاب ہیں۔ یعنی مجرد میں یہ مادّہ سرے سے استعمال ہی نہیں۔

3۔ مطاوعت فعلل: یعنی رباعی مجرد کے مطاوع ہونا، جیسے: ثَعْجَرْتُهُ فَاثْعَنْجَرَ (میں نے اس کا خون بہایا پس وہ بہہ گیا) اور طَمْأَنْتُهُ فَاطْمَأَنَّ (میں نے اس کو مطمئن کیا پس وہ مطمئن ہو گیا)۔

الحمد للہ علیٰ ذلک۔

منگل 22 رمضان المبارک 1445 ہجری 02 اپریل 2024 عیسوی